عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ
ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد:۳۳ | ۷ تا ۱۳ محرم الحرام ۱۴۳۶ھ مطابق یکم تا ۷ نومبر ۲۰۱۴ء | شمارہ:۴۱

پردہ کی اہمیت

اِسلام زندہ و تابندہ مذہب

قادیانیوں کی ناروا پشت پناہی

سابق قادیانی محمدؐ نذیر کی قبول اسلام کی سرگزشت

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

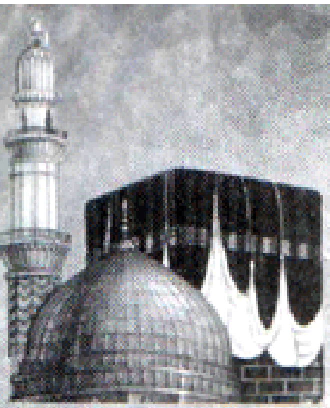

آپ کے مسائل

مولانا اعجاز مصطفیٰ

کسی مسلمان کا قادیانی عورت سے نکاح نہیں ہوسکتا

ذکرورحمن، کراچی

س:...... میرے بیٹے عابد نے میری مرضی کے بغیر میری غیر موجودگی میں شادی کرلی، جس کا مجھے بعد میں علم ہوا اور اب کئی سالوں کے بعد یہ پتہ چلا کہ اس کی بیوی قادیانی ہے، اب میرا اس کے گھر میں جانا، کھانا اور ملنا ملانا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

ج:...... واضح رہے کہ نبی عربی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں، قیامت تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اگر کوئی شخص کسی بھی قسم کی نبوت کا دعویٰ کرے تو وہ جھوٹا اور کافر ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے مطابق دجال اور کذاب ہے، ایسے جھوٹے شخص کا اور اس کو ماننے والوں کا دین اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی خود اور اس کے پیروکار، ان کو مجدد، مہدی، مسیح موعود بلکہ نبی اور رسول مانتے ہیں جس کی وجہ سے یہ اور اس کے پیروکار کافر مرتد اور زندیق ہیں بلکہ اس سے بھی بڑھ کر یہ لوگ اپنے کفر کو اسلام اور اسلام کو کفر اور دنیا بھر کے مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہیں۔ اس لئے کسی قادیانی اور مرزائی مرد و عورت کا نکاح کسی مسلمان کے ساتھ نہیں ہوسکتا۔ اس لئے آپ کے بیٹے کا نکاح اس قادیانی عورت کے ساتھ منعقد نہیں ہوا۔

آپ کے بیٹے پر لازم ہے کہ فوراً اس قادیانی عورت کو الگ کردیں اور آپ اپنے بیٹے پر اس عورت کے الگ کردینے کے لئے دباؤ ڈالیں، اگر وہ اس قادیانی عورت کو چھوڑنے پر تیار نہیں ہوتا یا خدانخواستہ وہ خود بھی قادیانی ہوچکا ہے تو ایسی صورت میں پہلے اسے راہ راست پر لانے کی کوشش کریں، اگر وہ کسی بھی طرح آمادہ نہیں ہوتا تو پھر اس کا مکمل بائیکاٹ کریں، تمام خاندان والے اس کے ساتھ تعلقات ختم کرلیں، جب تک کہ وہ توبہ و استغفار کرکے راہ راست پر نہ آجائے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

مدرسہ کی اشیاء کو مسجد کے لئے استعمال کرنا

محمد انیس، کراچی

س:...... جامع مسجد کوثر کے ساتھ ریلوے کی اراضی پر تعلیم القرآن متصل کوثر مسجد کے نام سے مدرسہ ہے، جوکہ دو کمروں پر مشتمل ہے اور اسی کے ساتھ ہی مسجد کا صحن ہے وہ بھی ریلوے کی زمین پر ہے، اب جبکہ مسجد کی توسیع کی گئی ہے، اس کی مغربی جانب میں تو اسی مدرسہ کی عمارت کو منہدم کرکے مسجد کا صحن کشادہ کردیا گیا ہے اور مدرسہ کا تعلیمی نظام، وضوخانہ کی چھت پر منتقل کردیا ہے، مزید مدرسہ کی ضروری تعمیرات کے انتظامات باقی ہیں، مدرسہ ہذا کے لئے کمرہ دفتر وغیرہ۔ مدرسہ ہذا کے اساتذہ کرام اور دیگر امور کے لئے طلبا سے ماہانہ فیس اور چندہ جمع کیا جاتا ہے جو اساتذہ کی تنخواہ وغیرہ میں صرف کیا جاتا ہے، اس کے علاوہ طلبا کے لئے پانی پینے کے لئے اور وضو وغیرہ کی ضروریات سب مسجد ہی سے پوری کی جاتی ہیں۔ مدرسہ کی مزید جدید تعمیری ضروریات سب مسجد انتظامیہ کررہی ہے۔ اس تفصیل کے بعد دریافت امور یہ ہیں۔ مدرسہ کی قدیم عمارت جو منہدم کی گئی ہے، اس میں سے نکلنے والی اینٹ ٹی آرگارڈر، دروازہ، کھڑکی وغیرہ یہ سب اشیاء مدرسہ کی جدید تعمیر جوکہ وضوخانہ پر کی جارہی ہے، استعمال کرسکتے ہیں یا نہیں؟ اسی طرح ان اشیاء کو فروخت کرکے اس کی رقم مدرسہ و مسجد کی تعمیر میں صرف کرسکتے ہیں یا نہیں؟ مدرسہ کے ناظم مالیات کا کہنا یہ ہے کہ اس ملبہ کو فروخت کرکے رقم مدرسہ کے اساتذہ کرام کی تنخواہوں میں صرف کی جائے، کیا ایسا کرنا جائز ہے؟

ج:...... صورت مسؤلہ میں قدیم مدرسہ کی اشیاء کو مدرسہ کی جدید تعمیر میں ہی استعمال کیا جائے، اگر وہ اشیاء ضرورت کی نہ ہوں یا ضرورت سے زائد ہوں تو پھر ان کو فروخت کرکے اس رقم کو مدرسہ کی ضروری تعمیر وغیرہ میں استعمال کیا جائے۔ مدرسہ کی اشیاء کو مسجد کے لئے استعمال کرنا یا اساتذہ کی تنخواہ کے لئے استعمال درست نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ
ختم نبوۃ
مجلس

مجلسِ ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۳ — ۱۴۳۶ھ تا ۱۳ محرم الحرام ۱۴۳۶ھ مطابق یکم تا ۷ نومبر ۲۰۱۴ء — شمارہ:۴۱

سرپرست
حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

قادیانیوں کی ناروا پشت پناہی	۴	محمد اعجاز مصطفیٰ
اسلام.... زندہ و تابندہ مذہب	۶	مولانا مفضل محمد یوسف زئی مدظلہ
پردہ کی اہمیت	۹	مولانا محمد اسلم شیخوپوری شہیدؒ
جناب محمد نذیر کی قبول اسلام کی سرگزشت	۱۱	منصور اصغر راجہ
ایک ہفتہ حضرت شیخ الہندؒ کے دیس میں (۴۴)	۱۳	مولانا اللہ وسایا مدظلہ
تحریک ختم نبوت... آغاز سے کامیابی تک (۴)	۱۶	مسعود ساحر
رحیم یار خان میں بیتے ہوئے چند ایام (۲)	۱۹	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مرزا قادیانی اور انگریزی سلطنت (۳)	۲۲	حافظ نصیر احمد
مولانا شجاع آبادی کے تبلیغی و دعوتی اسفار (۲)	۲۳	ادارہ
خادم قرآن قاری نذیر احمدؒ	۲۶	قاری سیف اللہ خالد
تحفظ ختم نبوت تربیتی کورس، کراچی	۲۷	مولانا عبدالرؤف

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر
فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۳۵۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

محمد اعجاز مصطفی

قادیانیوں کی ناروا پشت پناہی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

راقم الحروف گزشتہ ڈیڑھ ماہ حج بیت اللہ کی غرض سے حرمین شریفین کی مقدس زمین ومعطر فضاؤں میں رہا۔اس دوران پاکستان کی سیاست اور حالات میں کئی مدوجزر آئے اور تاریخ کا حصہ بن کر رہ گئے۔ان میں سے ایک واقعہ ایسا بھی ہوا ہے جس کا ختم نبوت کی فائلوں میں محفوظ ہونا نہایت ضروری ہے اور وہ ہے کہ امریکا کی طرف سے قادیانیوں کی ناروا پشت پناہی اور حکومت پنجاب کی طرف سے امریکی سفیر کو حقیقت پسندانہ اور مدبرانہ جواب۔

قارئین جانتے ہیں کہ ہفت روزہ ختم نبوت کے اداریوں میں کئی بار لکھا گیا کہ پہلے برطانیہ قادیانیت کی تخم ریزی، آبیاری، اسے بارآور اور ثمرآور بنانے کے لئے مصروف رہا،اب جب سے امریکا بہادر اپنی چالبازیوں اور فریب کاریوں سے دنیاوالوں کی نظروں میں سپر مین بنا تو اس نے قادیانی ٹولے کی کھلم کھلا سرپرستی کرتے ہوئے اپنے لے پالک قادیانی گروہ کو ہر جگہ پروٹوکول اور تحفظ دینے کی کوششیں تیز کردیں۔کبھی امریکا کے سینیٹر امریکی ایوان میں قادیانیوں کے حق میں بولتے ہیں،کبھی وہ وفد بنا کر پاکستانی حکومت کو قادیانیوں کی مراعات کے بارہ میں بات کرتے ہیں،کبھی وہ پاکستانی حکومت کو خطوط لکھتے ہیں اور اب امریکی اتھارٹیز کی طرف سے پنجاب حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ حکومت کی تحویل میں لئے گئے کالج قادیانیوں کو واپس کئے جائیں۔

اس پر ماہنامہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ کے مدیر شیخ الحدیث حضرت مولانا زاہدالراشدی صاحب حفظہ اللہ نے بہت ہی مناسب اور مسکت اداریہ تحریر فرمایا ہے۔قارئین کی دلچسپی کے لئے اسے یہاں من وعن نقل کیا جاتا ہے:

> ”روزنامہ نوائے وقت لاہور میں ۹ ستمبر ۲۰۱۴ء کو شائع ہونے والی ایک خبر کے مطابق امریکا نے چناب نگر میں قادیانیوں کے دو کالجوں کو ڈی نیشنلائز کرنے کے لئے حکومت پنجاب سے کہا ہے۔جبکہ ہائر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ نے ان کالجوں کو ڈی نیشنلائز کرنے سے انکار کردیا ہے،انکار کے حوالہ سے محکمہ نے جو تفصیل جاری کی ہے،اس کے مطابق گورنمنٹ ٹی آئی کالج اور جامعہ نصرت کالج چناب نگر قادیانی جماعت نے ۱۹۷۲ء میں قائم کئے تھے،اس وقت کی حکومت نے انہیں سرکاری کنٹرول میں لیا تھا اور یہ کالج ہائر ایجوکیشن کے بغیر کسی تفریق کے انٹر سے پوسٹ گریجویٹ تک تعلیم کی علاقہ بھر کے عوام کو سہولت فراہم کررہے ہیں،جبکہ بھاری سرکاری اخراجات سے بلڈنگوں کی تعمیر،مختلف شعبوں کے قیام اور بغیر تفریق کے تعلیمی انتظامات کے علاوہ محکمہ نے یہ موقف بھی اختیار کیا ہے کہ مذہبی طور پر یہ معاملہ پاکستان میں حساس ہوسکتا ہے اور ان کالجوں کو سرکاری تحویل سے نکالنے پر مذہبی اور سماجی جھگڑا ہوسکتا ہے جو امن عامہ کے حوالہ سے خطرناک ہوگا،رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ گزشتہ دنوں امریکی نمائندہ برائے پاکستان وافغانستان نے وزیراعلیٰ پنجاب سے ملاقات کرکے ان سے یہ درخواست کی تھی جس کے بعد وزیراعلیٰ پنجاب کی ہدایت پر صوبائی وزیر کرنل (ر) شجاع خانزادہ نے امریکی قونصلیٹ کی سیاسی سیکریٹری لبنیٰ خان سے ملاقات کرکے انہیں حکومت کے موقف سے آگاہ کردیا ہے،اس کے ساتھ ہی

محکمہ تعلیم کے اعلیٰ حکام نے کہا ہے کہ امریکا کی طرف سے قادیانیوں کے کالجوں کو واپس کرنے کی بات سمجھ سے بالاتر ہے، کیونکہ اس طرح کا فیصلہ کسی بھی ملک کا اندرونی معاملہ ہوتا ہے۔

جہاں تک محکمہ تعلیم کے موقف کا تعلق ہے وہ ملکی مفاد اور عوام کے جذبات کے حوالہ سے انتہائی مناسب اور خوش آئند ہے جس پر صوبائی حکومت تحسین کی مستحق ہے، لیکن امریکا کی طرف سے پاکستان کے اندرونی معاملات میں اس طرح کی مداخلت کوئی نئی بات نہیں ہے بلکہ جب سے پاکستان نے امریکا کے ساتھ تعلقات کا آغاز کیا ہے اور بعض بین الاقوامی معاہدات و معاملات میں امریکا کے ساتھ شراکت اور رفاقت اختیار کی ہے اس قسم کی مداخلت روز مرہ معمولات کا حصہ بنی ہوئی ہے اور صرف امریکا نہیں بلکہ اس کے ساتھ اس کے اتحادی دیگر مغربی ممالک اور بین الاقوامی اداروں کی مسلسل دخل اندازی نے پاکستان کے نظام و قوانین اور دستور کی عملداری کو سوالیہ نشان بنا کر رکھ دیا ہے۔

یہ بات ہمارے لئے قومی المیہ کی شکل اختیار کر چکی ہے کہ خود ہمارے بعض مقتدر طبقات اور گروہوں نے اپنے مفادات کی خاطر عالمی اداروں اور مغربی طاقتوں کو پاکستان کے داخلی معاملات میں دخل اندازی کے مسلسل مواقع فراہم کر کے قومی خودمختاری کو داؤ پر لگا دیا ہے، جس سے ہمارے بہت سے قومی معاملات خواہ وہ مذہبی ہوں یا سیاسی، تعلیمی ہوں یا ثقافتی اور سماجی ہوں یا علاقائی بیرونی قوتوں کی مداخلت کی آماجگاہ بنے ہوئے ہیں اور خاص طور پر قادیانیوں کی سرپرستی اور ملک و قوم کے خلاف ان کے معاندانہ موقف اور ہٹ دھرمی کی پشت پناہی میں ان بیرونی قوتوں نے اصولوں اور اخلاقیات کی دھجیاں بکھیر کر رکھ دی ہیں۔

امریکا اور اس کے ہمنوا مغربی ممالک دنیا بھر میں ہر وقت جمہوریت کی بالادستی، پارلیمنٹ کی حکمرانی اور دستور و قانون کی عملداری کا ڈھنڈورا پیٹتے رہتے ہیں اور ان کے علم میں ہے کہ قادیانیوں نے گزشتہ چالیس سال سے ملک کی منتخب پارلیمنٹ کے جمہوری فیصلے کو تسلیم کرنے سے انکار کر رکھا ہے اور وہ پاکستان کے دستور و قانون کے خلاف دنیا بھر میں محاذ آرائی میں مصروف ہیں، لیکن امریکی حکومت انہیں ملک کے دستور اور عوام کے جمہوری فیصلے کو تسلیم کرنے کی تلقین کرنے کی بجائے ان کے دو کالجوں کو آزاد کرانے کی فکر میں ہے اور ملک کے دستور و قانون کے خلاف قادیانیوں کی ضد اور ہٹ دھرمی کو سپورٹ کر رہی ہے، ہم امریکی حکومت سے گزارش کریں گے کہ وہ ہر معاملہ میں قادیانیوں کی پشت پناہی کرنے کی بجائے زمینی حقائق اور پاکستانی عوام کے جمہوری حقوق و مفادات کا احترام کرے اور قادیانیوں کی ناز برداری کا رویہ ترک کر کے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور و قانون اور پاکستانی عوام کے مذہبی و جمہوری جذبات اور موقف کی پاسداری کا راستہ اختیار کرے، کیونکہ جمہوریت، دستور اور پارلیمنٹ کی بالادستی کا یہی تقاضا ہے۔"

(بشکریہ ماہنامہ نصرت العلوم، اکتوبر ۲۰۱۴ء)

ہم وفاقی حکومت سے بھی مطالبہ کرتے ہیں کہ جس طرح پنجاب حکومت نے امریکا کو مدلل اور دوٹوک جواب دیا ہے۔ اسی طرح وہ بھی اپنی تمام تر پالیسیوں میں اور ایسے مطالبات کے جواب میں خودداری اور آزاد پالیسی کا پاس رکھتے ہوئے انہیں دوٹوک جواب دے اور ان کی پاکستان کے اندرونی معاملات میں مداخلت کے ہر پہلو کو بند کر دے۔ ان شاء اللہ! اس سے جہاں ملکی سالمیت کا تحفظ ہوگا، وہاں اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت بھی ہماری طرف متوجہ ہوگی۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

اسلام
زندہ وتابندہ مذہب

حضرت مولانا فضل محمد یوسف زئی مدظلہ

زمانہ قدیم میں عیسائیت کی قیادت کلیسا کے ہاتھ میں تھی جو عیسائی پوپوں کی مذہبی حکومت ہوتی تھی پھر قیادت پر اسٹیٹ یعنی گورنمنٹ اور کلیسا کے درمیان لمبا جھگڑا ہوگیا، کلیسا کی مذہبی قیادت میں چونکہ پادریوں کے پاس جدید معاشرہ کے مسائل کا حل نہیں تھا، اس لئے اس جنگ میں اسٹیٹ نے کلیسا کو شکست دے دی اور کلیسا اسٹیٹ سے باہر ہوگیا، اس طرح اسٹیٹ مذہب سے بالکل الگ ہوکر رہ گئی اور کلیسا اپنے پادریوں اور پوپوں کے ساتھ الگ ہوکر بیٹھ گیا، پھر دونوں کے درمیان یہ طے ہوگیا کہ کلیسا کا مذہب اسٹیٹ کے امور میں مداخلت نہیں کرے گا اور اسٹیٹ کلیسا کو ایک محدود مقام پر رکھ کر الگ تھلگ رہے گی، چنانچہ روما سلطنت اٹلی میں ویٹی کن کا ایک علاقہ عیسائی پادریوں اور پوپوں کے حوالہ کردیا گیا جو چند کلومیٹر پر مشتمل ہے اور جس پر پوپوں کی حکومت ہے اور یہ ان کا ایسا مرکزی مذہبی مقام ہے جیسا کہ مسلمانوں کے پاس مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ ہے، عیسائی ممالک پوپوں کی اس محدود قیادت کا مالی تعاون کرتے ہیں اور بجٹ میں کلیسا کا حصہ مقرر کرتے ہیں، اس تاریخی پس منظر پیش کرنے سے میرا مقصد یہ ہے کہ دنیا دیکھے اور انصاف سے فیصلہ کرے کہ ویٹی کن آباد ہے یا مکہ ومدینہ آباد ہے؟ میرا دعویٰ ہے کہ ویٹی کن ہر لحاظ سے ویران ہے اور مکہ و مدینہ ہر لحاظ سے آباد ہے، جو اس بات کی دلیل ہے کہ اسلام زندہ وتابندہ مذہب ہے اور عیسائیت بے روح میت اور مردہ حقیقت ہے، چنانچہ بطور دلیل میں جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی کے پرنسپل اور شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا چشم دید واقعہ پیش کرنا چاہتا ہوں، میں نے حضرت ڈاکٹر صاحب سے جامعہ بنوری ٹاؤن میں دیگر علماء کرام کی موجودگی میں پوچھا کہ: آپ نے اٹلی کا سفر کیا ہے اور ویٹی کن کا مشاہدہ بھی کیا ہے آپ نے وہاں کیا دیکھا؟

حضرت ڈاکٹر صاحب نے اپنا مشاہدہ یوں بیان فرمایا:

"روما سلطنت اٹلی میں ویٹی کن ایک شہر ہے جو عیسائی پوپوں کا مرکز ہے، یہ جگہ عیسائی مذہب کا مرکزی مقام ہے، وہاں کا پوپ پوری دنیا کی عیسائیت کا سب سے بڑا مذہبی پیشوا سمجھا جاتا ہے، ایک پوپ کے مرنے کے بعد دوسرا پوپ اس عہدے پر فائز ہوجاتا ہے، ویٹی کن ایک چھوٹا سا شہر ہے اس کے اندر قلعہ نما ایک مقام ہے جو چہار دیواری کے اندر ہے اونچی اونچی دیواریں اور لمبی لمبی گیلریاں ہیں، ایک طرف سے اس کا بڑا گیٹ ہے۔ اس کے اندر جانے والے ہر شخص سے گیارہ یا تیرہ ڈالر بطور ٹکٹ لیا جاتا ہے، اندر جاکر گیلریاں بنی ہوئی ہیں ان گیلریوں اور برآمدوں میں حضرت عیسیٰ اور حضرت مریم علیہا السلام کی تصاویر رکھی ہوئی ہیں، لوگ ان پر گزرتے ہیں اور انہیں دیکھ کر چلے جاتے ہیں، ان سے گزر کر آگے عیسائیوں کے قدیم زمانہ کی جنگوں کے نقشے رکھے ہوئے ہیں، اس سے گزر کر اگلے گیٹ سے لوگ نکل جاتے ہیں، بس یہی ویٹی کن ہے، نہ وہاں کوئی عبادت ہے نہ اللہ تعالیٰ کا نام ہے، نہ کوئی گرجا ہے ممکن ہے کہیں گرجا ہوگا، لیکن ہم نے نہیں دیکھا، ہمارا خیال تھا کہ ویٹی کن کوئی بڑا علاقہ ہوگا اس میں عبادت خانہ ہوگا، وہاں لوگ عبادت کرتے ہوں گے، لیکن دیکھنے کے بعد ہم نے اس کو اپنے خیال کے بالکل برعکس پایا، گویا یہ کہاوت صادق آرہی تھی کہ: کھودا پہاڑ اور نکلا چوہا" ہمیں وہاں پر نہ کوئی عبادت خانہ نظر آیا، نہ کوئی عبادت نظر آئی ایک خیالی ویران علاقہ نظر آیا جس میں ہر طرف وحشت اور نحوست محسوس ہورہی تھی، عیسائی لوگ دنیا کو دھوکا دیتے ہیں اور مسلمانوں کے حج اور عمرہ کے مناظر دیکھنے دکھانے کو ممنوع قرار دیتے ہیں۔"

یہ ہیں ڈاکٹر صاحب کے وہ کلمات جو ویٹی کن کے مشاہدہ کے تاثر میں آپ نے ارشاد فرمائے ہیں۔

اس مضمون کے لکھنے اور دین مسیحی اور دین اسلام کے تقابل کا سبب یہ بنا کہ میں نے جب اس سال ۱۹؍رمضان المبارک ۱۴۳۵ھ میں مدینہ منورہ سے احرام باندھا اور عمرہ ادا کرنے کے لئے مکہ مکرمہ آیا تو رمضان کا آخری عشرہ شروع ہونے والا تھا جمعہ کا دن تھا، انسانوں کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا، صبح کے وقت میں نے طواف کیا، لیکن جب صفا مروہ پہنچ کر سعی کرنے لگا تو لوگوں کے ازدحام میں پھنس گیا، اس وقت میرے ذہن میں ویٹی کن کا خیال آیا اور زبان پر بے اختیار یہ جملے جاری ہوگئے، اے خالی خولی ویران ویٹی کن! تیرے پاس رکھا کیا ہے؟ دیکھو محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبیت کا سمندر

لوگوں سے کس طرح ٹھاٹھیں مار رہا ہے؟ بے شک ان میں بے شمار گناہگار ہوں گے لیکن ان کے دلوں میں محمدیت کا ایسا جذبہ ہے کہ اگر ان کو کوئی کہہ دے کہ توحید اور اسلام کا کلمہ طیبہ چھوڑ دو تو وہ مرنے مارنے پر اتر آتے ہیں۔ موسم حج کے ولولہ انگیز عظیم مناظر تو اپنی جگہ ایک بحر ذخار ہے جو ناپیدا کنار ہے لیکن رمضان میں عمرہ کے لئے فرزندان توحید کا جو امڈتا ہوا سیلاب نظر آتا ہے اس کا بیان نوک قلم میں لا کر قلم بند کرنا کسی کے بس کی بات نہیں ہے، کئی مربع میل حرم مکہ اور حرم مدینہ میں وہ کون سی جگہ ہے، جہاں انسانوں کا سمندر موجزن نہ ہو؟ حرم میں اندر کے وسیع ہال ہوں یا کھلا مطاف ہو یا صفا مروہ ہو یا باہر کے وسیع میدان ہوں وسیع سڑکیں ہوں یا کھلے بازار ہوں یا فلک بوس ہوٹل ہوں مکہ یا مدینہ ہو کسی جگہ تل دھرنے کی جگہ نہیں ملتی۔

اگر ویران ویٹی کن اس عظیم مجمع کا نظارہ کرے تو اپنے خالی دامن کو دیکھ کر شرم سے اس کا سر جھک جائے گا اور اقرار کرے گا کہ:

چراغ مردہ کجا نور آفتاب کجا
ببیں تفاوت راہ از کجا است تا بکجا

دنیا کا کون سا ملک ہے اور اقوام عالم کی کون سی قوم ہے اور دنیا کا کون سا خطہ ہے جس کے مسلمانوں کا جم غفیر یہاں ''لبیک اللّٰھم لبیک'' کا نعرہ بلند نہ کرتا ہو؟ مختلف النوع اور مختلف طبائع کے انسانوں کا یہ عظیم مجمع اس طرح پر سکون اور امن و امان سے رہتا ہے جس کی نظیر دنیا پیش نہیں کر سکتی ہے اگر کسی اور مقام پر اس جم غفیر کا عشر عشیر بھی اکٹھا ہو جائے تو روز سینکڑوں جھگڑے ہوں گے، لیکن یہاں انسانوں کی آپس میں محبت الفت اور تعاون قابل دید ہوتا ہے ہر شخص کی کوشش ہوتا ہے کہ وہ یہاں آئے ہوئے اپنے مسلمان بھائیوں کی کوئی خدمت کرے، روزہ افطار کے وقت مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کے دروازوں پر چھوٹے چھوٹے بچے کھڑے ہو جاتے ہیں اور ہر آنے والے کے دامن کو پکڑ پکڑ کر بڑے پیار سے اپنے دستر خوان کی طرف بلاتے ہیں کہ آؤ ہمارے ساتھ افطار کرو جب کھینچے والا کہتا ہے کہ میں اپنے ساتھیوں کے پاس جاتا ہوں تو یہ بچے کہتے ہیں کہ کیا ہم آپ کے ساتھی نہیں ہیں؟ پھر دستر خوان پر مدینہ منورہ میں وہ نعمتیں جمع ہوتی ہیں جن کا شمار کرنا مشکل ہوتا ہے رات بھر ان نعمتوں سے لاکھوں انسان فائدہ اٹھاتے ہیں پھر سحری کے وقت راستوں میں اللہ تعالیٰ کے بندے کھڑے ہوتے ہیں اور سحری کرنے والوں تک سحری پہنچاتے ہیں۔ کیا محبت و ایثار اور ہمدردی کا یہ منظر ویٹی کن پیش کر سکتا ہے؟ کسی نے سچ کہا:

چراغ مردہ کجا نور آفتاب کجا
ببیں تفاوت راہ از کجا است تا بکجا

مسلمانوں کے مختلف ممالک سے آئے ہوئے ان مختلف انسانوں میں ایسے ایسے خوبصورت انسان بھی ہوتے ہیں کہ جنہیں دیکھ کر دل خوش ہو جاتا ہے اور زبان پر یہ کلمات آ جاتے ہیں کہ یا اللہ! تیرا شکر ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں ایسے ایسے خوبصورت انسان بھی داخل ہیں بعض بچے جب مکہ و مدینہ کے حرم میں دوڑتے نظر آتے ہیں تو ایسا لگتا ہے کہ فرش پر چمکدار موتی بکھرے ہوئے ہیں بعض چھوٹے چھوٹے بچے جب احرام لگائے ہوئے نظر آتے ہیں تو بے اختیار جھوم کر زبان پر یہ جملہ آتا ہے کہ مولا تیرا شکر ہے! تیرا دین زندہ ہے، تیرے نبی کا معجزہ زندہ ہے، مخلوق خدا کے اس ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر میں عبادت کے ایسے روح پرور مناظر ہیں کہ اگر غیر مسلم اقوام بھی غور سے دیکھیں تو اسلام کو قبول کر لیں گے، اس لئے امریکا وغیرہ غیر مسلم ممالک میں حج و عمرہ اور حرمین شریفین کے مناظر دیکھنے دکھانے پر پابندی ہے، کیا اس طرح روح پرور مناظر کا نقشہ ویٹی کن دکھا سکتا ہے؟ نہیں نہیں، ہرگز نہیں!! ہاں البتہ ایسے مناظر وہ دھوکا دے کر چھپا سکتا ہے:

چراغ مردہ کجا نور آفتاب کجا
ببیں تفاوت راہ از کجا است تا بکجا

عیسائیوں کے بعض دھوکا باز ادارے دنیا کو دھوکا میں رکھنے کے لئے یہ پروپیگنڈا کرتے ہیں کہ اسلام کو کسی شریف طبقے نے قبول نہیں کیا ہے بلکہ چند سیاہ فام صحرائی اور جنگلی جاہلوں نے قبول کیا ہے، میں کہتا ہوں ویٹی کن جھوٹ بولتا ہے وہ ذرا حج و عمرہ کے مناظر کو دیکھے تو ان کو شریف مسلمانوں اور اعلیٰ خاندانوں اور عظیم سرداروں کی بھری ہوئی دنیا نظر آ جائے گی اور اگر قدیم تاریخ کھول دیں تو ان کو

سو سال سے زائد بہترین خدمت
ESTD 1860
ABS
ABDULLAH
BROTHERS SONARA
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph:32546455, Cell:0301-2352363

فرشتوں کی صورت میں دحیہ کلبیؓ جیسے انسان نظر آ جائیں گے اور بجلی کی طرح جریر بن عبداللہ بجلیؓ کا چمکتا ہوا چہرہ نظر آ جائے گا اور اگر دنیا کی قیادتوں کو دیکھا جائے تو مسلمانوں نے چودہ سو سال سے مسیحی اقوام کو انسانیت و سیادت و سیاست ولیاقت سکھائی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو اعلیٰ نعمتوں اور بے شمار ترقیوں اور کامیابیوں سے نواز کر علان فرمایا:

"وَالضُّحٰی ۝ وَاللَّیْلِ اِذَا سَجٰی ۝
مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَمَا قَلٰی ۝ وَلَلْاٰخِرَۃُ
خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی ۝ وَلَسَوْفَ
یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی ۝" (الضحیٰ:۱تا۵)

ترجمہ: "قسم ہے چڑھتے دن کی روشنی کی اور رات کی جب اس کا اندھیرا بیٹھ جائے کہ تمہارے پروردگار نے تمہیں چھوڑا ہے اور نہ ناراض ہوا ہے اور یقیناً آگے آنے والے حالات تمہارے لئے پہلے حالات سے بہتر ہیں اور یقین جانو کہ عنقریب تمہارا پروردگار تمہیں اتنا دے گا کہ تم خوش ہو جاؤ گے۔"

ان رفعتوں اور عظمتوں کو اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے آپ کی امت کو بھی عطا کیا۔

یہ الگ بات ہے کہ مسلمانوں کے حکمرانوں نے اپنا راستہ چھوڑ دیا اور ویٹی کن کا راستہ اپنا لیا تو خوار ہو گئے۔ خلاصہ یہ ہے کہ ویٹی کن کے پاس نہ کتاب ہی، نہ سنت ہے، نہ نماز ہے، نہ زکوٰۃ، نہ روزہ ہے، نہ حج وعمرہ ہے، نہ مرکز ہے نہ اجتماعیت ہے، نہ محبت ہے، نہ عبادت ہے اور نہ شرافت ہے بلکہ ویٹی کن کے پوپ اور مسیحی دنیا کے پادری سب سے زیادہ بے راہ روی کے شکار ہیں، اپنے مقدس مقام ویٹی کن میں بیٹھ کر اغلام بازی اور جنسی تعلقات میں ایسے ڈوبے ہوئے ہیں کہ بی بی سی اور دیگر بین الاقوامی نشریاتی ادارے ان کی شرمناک حرکتوں پر چیخ اٹھتے ہیں، یہاں تک کہ ویٹی کن کے بڑے پوپ بینڈک نے مجبوراً شرم کے مارے استعفیٰ دے دیا۔

کہاں یہ بے حیائی اور کہاں حرمین شریفین میں وہ شرافت کہ مرد وعورتیں ایک ساتھ رہ کر ایک دوسرے کو ماں، بہن اور باپ بیٹا تصور کرتے ہیں، مرد کو خیال نہیں آتا ہے کہ وہ خود مرد ہے اور سامنے عورت ہے، نہ عورت کو یہ خیال آتا ہے کہ وہ عورت ہے اور سامنے مرد ہے، کہاں یہ زندہ حقیقت اور کہاں مردہ مسیحیت!!

چراغ مردہ کجا نور آفتاب کجا
ببیں تفاوت راہ از کجا است تا بکجا

(بشکریہ ماہنامہ القاسم نوشہرہ، اکتوبر ۲۰۱۴ء)

32 اجزاء سے تیار کردہ
فیصل
معجون قوت دماغ زعفرانی
دماغ، اعصاب، ذہن اور حافظہ کیلئے آزمودہ نسخہ

پاکستان بھر میں
بذریعہ ڈاک
فری
ہوم ڈلیوری
0314-3085577

- ذہنی دباؤ، تھکاوٹ، بے خوابی، نسیان اور اعصابی کمزوری کا اکسیر علاج
- چہرے کی شادابی، حافظہ کی کمزوری، نظر کی بہتری کیلئے بہترین ٹانک
- نظامِ ہضم کی درستگی، بواسیر اور پیدائش خون کیلئے موثر علاج
- شوگر اور بلڈ پریشر کے مریضوں کیلئے انمول تحفہ
- معدہ وجگر کی کمزوری اور گرمی کا بہترین علاج
- معجون کا مسلسل استعمال بھرپور جوانی کی ضمانت

قیمت 1200/- روپے وزن 600 گرام
قیمت 650/- روپے وزن 300 گرام

اجزائے معجون

زعفران	دار چینی	شہد	مغز بادام
کشنیز	بلیلہ	جوہر آہن	برہمی بوٹی
مرچ سیاہ	ورق طلاء	بادیان	مغز اخروٹ
خشخاش	گاؤزبان	گل سرخ	طباشیر
اسطوخودوس	الائچی کلاں	الائچی خورد	زرشک
مغز تربوز	ورق نقرہ	گوند کتیرہ	جوہر مرجان
آملہ	مغز خیارین	مغز کدو	مویز منقیٰ

ہر موسم، ہر عمر کی خواتین وحضرات کیلئے یکساں مفید | معیار اور مقدار کے ضامن

دوا بھی غذا بھی
فیصل FOODS
0314-3085577

پردہ کی اہمیت

مولانا محمد اسلم شیخوپوری شہیدؒ

مسلمان بھائیو اور دوستو! ہم اور آپ بحمداللہ مسلمان ہیں، ہمیں اسلام قبول کرنے پر قطعاً مجبور نہیں کیا گیا بلکہ ہم نے اپنی مرضی اور اختیار سے اسلام قبول کرلیا ہے اور اسلام قبول کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام احکام کو دل و جان سے تسلیم کرتے ہیں اور صرف تسلیم کرنا ہی کافی نہیں بلکہ ان پر عمل کرنا بھی ضروری ہے، لیکن ہمارے بعض دوست جو نفس کی غلامی میں مبتلا ہیں ان سے جب اسلام کے کسی حکم پر عمل کرنے کے لئے کہا جاتا ہے تو وہ بڑی ڈھٹائی سے کہہ دیتے ہیں کہ سارا دین اسی حکم اور اسی مسئلہ میں تو نہیں ہے، مثلاً پردے کا مسئلہ ہی لے لیجئے، اگر ان لوگوں سے کہا جائے کہ اپنی بہنوں اور بیٹیوں کو بازار کی جنس ارزاں نہ بنایئے، انہیں شوپیس کے طور پر استعمال ہونے کی اجازت مت دیجئے، انہیں عیاش انسانوں کی نظر بازی اور دل بستگی کا سامان مت بننے دیجئے، انہیں نسوانیت سے محروم مت کیجئے تو ان میں سے بعض تو مولوی صاحب کو دقیانوسیت اور قدامت پرستی کا طعنہ دے کر مطمئن ہو جاتے ہیں اور بعض بڑی ڈھٹائی سے کہتے ہیں کہ مولوی صاحب ہم بھی مسلمان ہیں، ہم بھی اسلام پر عمل کرتے ہیں لیکن سارا دین پردے میں تو نہیں ہے ناں!!

مثال:

ان لوگوں کی مثال اس نواب کی سی ہے، جسے اپنے جسم پر شیر کی شبیہ بنوانے کا شوق ہوا تھا، جب تصویر بنانے والے نے رنگ بھرنے کے لئے اس کے جسم میں سوئیاں چبھونی شروع کیں تو اسے بڑی تکلیف ہوئی، اس نے کراہتے ہوئے پوچھا: اے بھائی! یہ کیا بنا رہے ہو؟ کاریگر نے بتایا کہ حضور! شیر کی دُم بنا رہا ہوں، نواب صاحب نے کہا: دُم رہنے دو، آخر دم کے بغیر بھی تو شیر ہوتے ہیں، اس نے چھوڑ کر ٹانگوں پر کام شروع کیا، نواب صاحب پھر چلائے ارے بھائی! ٹانگیں رہنے دو باقی حصہ بنادو، کئی شیر بغیر ٹانگوں کے بھی ہوتے ہیں۔ مختصر یہ کہ وہ مصور منہ بنانے لگا تو نازک مزاج نواب صاحب پھر چلائے کہ منہ رہنے دو باقی حصہ بنادو، مصور نے دست بستہ عرض کیا کہ جناب اب تو کچھ بھی باقی نہ رہا۔

شیر بے دم و سر و شکم کہ دید
ایں جنس شیرے خدا ہم نا فرید

یہی حال اُن لوگوں کا ہے اسلام کے ایک ایک حکم میں تاویل کرتے کرتے یہ آہستہ آہستہ اسلام ہی سے کھسک جاتے ہیں اور ان کو بہت بعد میں پتہ چلتا ہے کہ ہم نے تو مولوی کی ضد میں انکار کرتے کرتے پورے اسلام ہی کا انکار کردیا ہے اور اب ہمارے پلے کچھ بھی باقی نہیں رہا۔

یورپ کے غلام:

ان میں سے اکثریت ان لوگوں کی ہے جو ذہنی طور پر یورپ کے غلام ہیں، یورپ کی مادی ترقی نے ان کی آنکھوں کو چکا چوند کردیا ہے، یہ ہر وہ حرکت کرنے کے لئے تیار ہیں جس سے یورپ کی نقالی کے تقاضے پورے ہوتے ہوں، خواہ اس کے لئے ضمیر کو موت کی نیند سلانا پڑے، خواہ کتاب اللہ میں تحریف کرنی پڑے، خواہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرنا پڑے، یہ لوگ جب فرنگی تہذیب و ثقافت کو دیکھتے ہیں جب یورپ کی مادر پدر آزاد سوسائٹی کا نظارہ کرتے ہیں، جب انگریز مردوں اور عورتوں کے اجتماعی ڈانس پر ان کی نظر پڑتی ہے تو پھر ان کے منہ سے رال ٹپکنے لگتی ہے، ان کے اندر کا حیوان انگڑائی لے کر اٹھ کھڑا ہوتا ہے اور یہ حیوانی معاشرت کے لئے آمادہ ہو جاتے ہیں، ایسی معاشرت جس میں عورت، ماں، بہن، بیٹی اور بیوی کے پاکیزہ مقام سے اتر کر محض ایک ایسی فیشن ایبل لیڈی کا روپ اختیار کرلیتی ہے جس کی زندگی کا، جس کی معاشرت کا، جس کے انداز و اطوار کا، جس کی چال پھرت کا سب سے بڑا مقصد شہوت پرست مردوں کی شہوانی نظروں کی پیاس بجھانا ہوتا ہے۔

مجھے تو اس وقت بے حد حیرت ہوئی جب میرے علم میں یہ بات آئی کہ سرسید احمد خان اور علامہ اقبال جن کو یہ لوگ اپنے سب سے بڑے محسن سمجھتے ہیں اور جن سے اختلاف کرنے کی بھی یہ کسی کو اجازت نہیں دیتے وہ حضرات بھی پردے کے بڑے پابند تھے، اگر ہماری بات اس لئے نہیں مانی جاتی کہ ہم تنگ نظر اور تنگ خیال مُلا ہیں، ہم قدامت پرست اور دقیانوسی ہیں تو یہ حضرات تو تمہارے بقول روشن خیال تھے، انہوں نے یورپی تہذیب کو بہت قریب سے دیکھ رکھا تھا، انہیں علوم جدیدہ میں مہارت حاصل تھی، چلو ہماری بات نہ مانو، انہیں کی بات مان لو۔

سرسید احمد خان کے حالات میں لکھا ہے کہ جن دنوں محمڈن علی گڑھ کالج قائم ہو چکا تھا گورنر یوپی مع اپنی اہلیہ کے کالج دیکھنے کے لئے علی گڑھ آئے ہوئے تھے، ان کی بیگم سرسید کی بہو بیگم جسٹس سید محمود سے ملاقات کے لئے سرسید کی کوٹھی پر آنا چاہتی تھیں۔ سرسید نے جواباً تحریر فرمایا کہ:

"میری بہو پردہ نشین ہے اور اسلام غیر مسلم بے پردہ خواتین سے ملاقات کی اجازت نہیں دیتا، اس لئے میں اور میری بہو گورنر کی بیگم کی خواہش کا دلی احترام کرتے ہوئے بھی معذور ہیں۔"

آپ اس بات کو پیش نظر رکھیں کہ ایسے زمانہ میں جبکہ انگریزی حکومت کے گورنر تو کیا کسی معمولی انگریز افسر کے حکم سے انحراف بھی مصائب و آلام کو دعوت دینے کے مترادف تھا اور اس وقت سر سید کا شمار "انگریز کے خوشامدیوں" میں ہوتا تھا، آپ نے انگریز گورنر کی پیشکش کو ٹھکرا دیا اور ایسے موقع پر نہ ڈرے اور نہ خوشامد کی بلکہ پوری دلیری کے ساتھ گورنر کو ایسا جواب دیا، جس سے ان کی غیرت وحمیت نمایاں ہے، اب سر سید ہی کا دوسرا واقعہ سنئے جسے ڈاکٹر عبدالسلام خورشید نے نقل کیا ہے، وہ لکھتے ہیں:

"ایک مرتبہ کا ذکر ہے مولوی سید ممتاز علی مرحوم سر سیدؒ کے حضور پہنچے اور حقوق نسواں پر اپنا مسودہ پیش کیا، سر سید اس کے اوراق پلٹتے جاتے تھے اور ان کے چہرے کا رنگ بدلتا جاتا تھا، آخر انہوں نے غصہ میں آ کر مسودہ پھاڑ دیا اور بولے: ممتاز علی! ہماری حکومت چھن گئی؟ ہماری تہذیب مٹ گئی؟ اب کیا عورتیں بھی ہمارے قبضے سے نکل جائیں گی؟" (منقول از ہفت روزہ چٹان)

ڈاکٹر علامہ محمد اقبال کے بارے میں حکیم محمد حسین عرشی امرتسری جن کا علامہ کے ساتھ خصوصی تعلق تھا وہ راوی ہیں کہ "ایک مرتبہ علامہ مرحوم امریکا یا کسی مغربی ملک میں بصورت وفد گئے، تمام ارکان وفد اپنی بیویوں سمیت جا رہے تھے۔ علامہ نے اس سے انکار کیا اور کہا کہ ان کی بیگم پردہ کی پابند ہیں اور ایسے وفود میں پردہ کا ذکر تک نہیں آ سکتا۔"

ایک مرتبہ سر محمد شفیع کے ہاں کسی تقریب میں "بمع فیملی" مدعو تھے، لیکن علامہ تنہا گئے، سر شفیع نے پوچھا: "بیگم صاحبہ کو کیوں نہیں لائے؟" آپ نے جواب دیا کہ وہ پردہ کی پابند ہیں۔ سر شفیع نے کہا: "یہاں زنانہ میں قیام فرما سکتی ہیں؟" علامہ نے جواب میں کہا "بے پردہ زنانے بھی ایسے ہوتے ہیں؟"

ایک مرتبہ کسی شخص نے علامہ اقبال سے پوچھا: عورتوں کے پردہ کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟ آپ نے جواب دیا: "عورتیں کیا! میرے نزدیک آج کل کے لڑکوں کو بھی پردہ کرنا چاہئے۔"

مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ: "ہم لوگ اپنی شکل ایسی بناتے ہیں کہ دیکھنے والے پر ہیبت طاری ہو اور آج کل کے بعض لڑکے اپنی شکل ایسی بناتے ہیں کہ اس کے دیکھنے والوں میں شہوت پیدا ہو۔"

علامہ اقبال مرحوم کے پیش نظر غالباً اسی قماش کے لڑکے ہوں گے۔

جو لوگ سر سید احمد خان اور علامہ اقبال کو اپنا آئیڈیل تسلیم کرتے ہیں، ان کی قیادت پر اعتماد کا اظہار کرتے ہیں اور ان کے نظریات اور افکار کی داد دیتے ہیں ان کو چاہئے کہ وہ پردے کے معاملہ میں بھی ان کی تقلید کریں اور ان کی معاشرت کو اپنائیں۔ ☆

نبوت.... ایک عطیۂ خداوندی ہے

نبوت ایک عطیۂ خداوندی ہے جس کی حقیقت تک رسائی غیر نبی کو نہیں ہو سکتی، اس کی حقیقت کو یا تو حق تعالیٰ جانتا ہے، جو نبوت عطا کرنے والا ہے یا پھر وہ ہستی جو اس عطیہ سے سرفراز ہوئی۔ مخلوق بس اتنا جانتی ہے کہ اس اعلیٰ وارفع منصب کے لئے جس شخص کا انتخاب کیا گیا ہے وہ:

ا:... معصوم ہے، یعنی نفس کی ناپسندیدہ خواہشات سے پاک وصاف پیدا کیا گیا ہے اور شیطان کی دسترس سے بالاتر، عصمت کے یہی معنی ہیں کہ ان سے حق تعالیٰ کی نافرمانی کا صدور ناممکن ہے۔

۲:... آسمانی وحی سے ان کا رابطہ قائم رہتا ہے اور وحی الٰہی کے ذریعہ ان کو غیب کی خبریں پہنچتی ہیں، کبھی جبریل امینؑ کے واسطے سے اور کبھی بلاواسطہ، جس کے مختلف طریقے ہیں۔

۳:... غیب کی وہ خبریں عظیم فائدہ والی ہوتی ہیں اور عقل کے دائرے سے بالاتر ہوتی ہیں، یعنی انبیاء علیہم السلام بذریعہ وحی جو خبریں دیتے ہیں ان کو انسان نہ عقل وفہم کے ذریعہ معلوم کر سکتا ہے، نہ مادی آلات وحواس کے ذریعہ ان کا علم ہو سکتا ہے۔

ان تین صفات کی حامل ہستی کو مخلوق کی ہدایت کے لئے مبعوث و مامور کیا جاتا ہے، گویا حق تعالیٰ اس منصب کے لئے ایسی شخصیت کا انتخاب فرماتا ہے جو افراد بشر میں اعلیٰ ترین صفات کی حامل ہوتی ہے۔ اس انتخاب کو قرآن کریم کہیں "اجتباء" سے کہیں "اصطفاء" سے اور کبھی لفظ "اختیار" سے تعبیر فرماتا ہے۔ یہ عام صفت وخصوصیات تو ہر نبی ورسول میں ہوتی ہیں، پھر حق تعالیٰ ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت عطا فرما کر وہ درجات عطا کرتا ہے جن کے تصور سے بھی بشر قاصر ہے گویا نبوت، انسانیت کی وہ معراج کمال ہے جس سے کوئی بالاتر منصب اور کمال عالم امکان میں نہیں۔ ان صفات عالیہ سے متصف ہستی کو ہدایت واصلاح کے لئے مبعوث کرکے انہیں تمام انسانیت کا مطاع مطلق ٹھہرایا جاتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ" (النساء: ۶۴) یعنی ہم نے ہر رسول کو اسی لئے بھیجا کہ اس کی اطاعت کی جائے اللہ کے حکم سے پس حکم خداوندی یہی ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے، وہ مطاع اور واجب الاطاعت متبوع ہے، اور امت اس کی ہدایت کے تابع اور مطیع فرمان۔

جب نبوت ورسالت کے بارے میں یہ صحیح تصور قائم ہو گیا کہ وہ ایک عطیۂ ربانی ہے، کسب ومحنت اور مجاہدہ وریاضت سے حاصل نہیں ہوتا، بلکہ حق تعالیٰ اپنے علم محیط، قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ سے پاک اور معصوم ومقدس ہستی کو پیدا فرما کر اس کو وحی آسمانی سے سرفراز فرماتا اور مخلوق کی ہدایت وارشاد کے منصب پر اسے کھڑا کرتا ہے تو اس سے عقلی طور پر خود بخود یہ بات واضح ہو گئی کہ نبی ورسول کی شخصیت ہر نقص سے، ہر کوتاہی سے اور ہر انسانی کمزوری سے بالاتر ہوتی ہے، کیونکہ اگر خود اس کی شخصیت انسانی کمزوریوں میں ملوث ہو تو وہ ہدایت واصلاح کی خدمت کیسے انجام دے سکے گا۔

"آنکہ خود گم است کرا رہبری کند"

چنانچہ سنت اللہ یہی ہے کہ نبی کا حسب ونسب، اخلاق وکردار، صورت وسیرت، خلوت وجلوت اور ظاہر وباطن ایسا پاک اور مقدس ومطہر ہوتا ہے جس سے ہر شخص کا دل ودماغ مطمئن ہو اور کسی کو انگشت نمائی کا بال برابر بھی موقع نہ مل سکے۔ یہ الگ بات ہے کہ کوئی شخص شقاوت ازلی کی وجہ سے اس کی دعوت پر لبیک نہ کہے اور جحود وانکار میں مبتلا ہو کر ہدایت سے محروم رہ جائے، لیکن یہ ممکن نہیں کہ بدتر سے بدتر دشمن بھی نبی میں کسی "انسانی کمزوری" کی نشاندہی کر سکے.......

از: مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کے قریبی عزیز، سابق قادیانی مربی

جناب محمد نذیر کے قبولِ اسلام کی سرگزشت

منصور اصغر راجہ

محمد نذیر سابق قادیانی مربی ہیں۔ وہ جھنگ کے ایک معروف قادیانی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ قادیانی سائنسدان ڈاکٹر عبدالسلام سے ان کی قریبی رشتہ داری ہے۔ انہوں نے جامعہ احمدیہ چناب نگر میں پانچ سالہ خصوصی کورس کرنے کے بعد بطور مربی دس سال تک پنجاب اور سندھ میں قادیانیت کا پرچار کیا۔ ۲۰۰۵ء میں انہوں نے قادیانی جماعت سے کنارہ کشی اختیار کی تو انہیں ''راہ راست'' پر لانے کے لئے مختلف حربے استعمال کئے گئے، لیکن ان پر ڈھائے جانے والے مظالم انہیں اپنے موقف پر مزید پختہ کرتے رہے اور نور ایمان ان کے دل میں گھر کرتا چلا گیا۔ ۲۶ر فروری ۲۰۱۳ء کو انہوں نے ایوان اقبال لاہور میں منعقدہ ''فتح مباہلہ کانفرنس'' کے موقع پر اردن کے ایک اسلامی اسکالر کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ محمد نذیر کا ظلمت سے نور تک کا یہ سفر ایمان افروز بھی ہے اور دل گداز بھی۔ ان کی داستان حیات نذر قارئین ہے۔

''میرا نام محمد نذیر ہے۔ میں ۱۹۷۳ء میں جھنگ کے ایک قادیانی گھرانے میں پیدا ہوا۔ والد غلام حسین جماعت احمدیہ جھنگ کے سرکردہ ارکان میں سے تھے۔ انہوں نے پچاس کی دہائی کے اوائل میں قادیانیت اختیار کی تھی۔ وہ ۲۲ سال تک جماعت احمدیہ جھنگ کے صدر بھی رہے۔ والدہ ۶ سال تک قادیانی خواتین کی تنظیم ''لجنہ اماء اللہ'' کی ضلعی صدر رہیں۔ بڑے بھائی محمد رفیع ۶ سال تک انجمن خدام الاحمدیہ جھنگ کے صدر رہے۔ معروف قادیانی سائنس دان ڈاکٹر عبدالسلام ہمارے قریبی عزیز تھے۔ میری شادی بھی انہی کی فیملی میں ہوئی۔ میری سابقہ قادیانی بیوی، ان کی بھانجی ہے۔ والد نے میری پیدائش کے وقت ہی مجھے قادیانیت کی خدمت کے لئے وقف کرنے کا اعلان کردیا تھا۔ لہٰذا مجھے مربی (مبلغ) ہی بننا تھا۔ جب ہوش سنبھالا تو گورنمنٹ پرائمری اسکول برانچ نمبر ۲ جھنگ میں داخل کرادیا گیا۔ وہاں دو قادیانی اساتذہ، ماسٹر دوست محمد اور ماسٹر ولی محمد قادیانی بچوں پر خصوصی توجہ دیتے تھے۔ لہٰذا انہوں نے مجھے پڑھانے کے ساتھ ساتھ میری ''مذہبی'' تربیت بھی شروع کردی۔ ایک روز ایسا ہوا کہ اسکول کے اوقات میں ظہر کی نماز کے وقت اپنے کچھ ہم جماعت مسلمان دوستوں کی دیکھا دیکھی میں بھی نماز پڑھنے مسجد چلا گیا۔ واپسی پر ان دونوں ٹیچرز نے مجھے زمین پر لٹا کر ڈنڈوں سے خوب پٹائی کی۔ مجھے اس پر سخت حیرت ہوئی کہ یہ لوگ نماز پڑھنے پر مجھے کیوں مار رہے ہیں؟ بعد میں انہوں نے مجھے سمجھایا کہ: جن لڑکوں کے ساتھ نماز پڑھنے گئے تھے وہ کافر ہیں اور ہم مسلمان ہیں۔ آئندہ ان کی مسجد میں بالکل نہیں جانا، یہ میری تربیت کا پہلا ''سبق'' تھا۔ انہوں نے مجھے دوسرا سبق یہ دیا کہ مسلمان علماء کے قریب بھی نہیں پھٹکنا۔ وہ علماء کرام کو جادوگر کہتے اور ان سے میل جول اور بات چیت سے سختی سے منع کرتے تھے۔ ۱۹۹۲ء میں اسلامیہ ہائی اسکول جھنگ سے میٹرک کرنے کے بعد اپریل ۱۹۹۲ء میں مربی کے خصوصی کورس کے لئے جامعہ احمدیہ چناب نگر میں داخل ہوا۔

جامعہ احمدیہ میں قادیانیت کے ''مذہبی اسکالر'' تیار کرنے کے لئے دو کورس کرائے جاتے ہیں، جن میں پانچ سالہ کورس ''مبشر'' اور سات سالہ کورس ''شاہد'' کہلاتا ہے۔ ان میں فرق یہ ہے کہ ''شاہد'' کورس کرنے والا اپنے ''فن'' کا اسپیشلسٹ ہوتا ہے۔ یہ کورس کرنے والوں کو تخصص کرایا جاتا ہے۔ میرا داخلہ ''مبشر'' کورس کے لئے ہوا تھا۔ کورس کرنے والے طلبا کے قیام و طعام کا انتظام جامعہ کے اندر ہی تھا۔ اس دور میں جامعہ کے ہر طالب علم کو ۷۰۰ روپے ماہانہ وظیفہ ملتا تھا۔ ہر طالب علم کے تمام اخراجات قادیانی جماعت برداشت کرتی تھی۔ میری معلومات کے مطابق جامعہ احمدیہ میں مربی کا کورس کرنے والے ایک طالب علم پر ۲۰ ہزار روپے ماہانہ خرچ ہوتے ہیں۔ اگر پانچ سال کا حساب کیا جائے تو ایک مربی تیار کرنے پر قادیانی جماعت بارہ لاکھ روپے خرچ کرتی ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ ہر طالب علم سے اس کو ملنے والے وظیفے میں سے ۱۶ فیصد بطور چندہ جماعت ضرور وصول کرتی تھی۔

ہماری کلاس کا آغاز صبح چھ بجے ہوتا اور دوپہر ایک بجے چھٹی ہوتی تھی۔ پہلے سال نورانی قاعدہ، یسرنا القرآن سے ہماری پڑھائی کا آغاز ہوا اور ساتھ ساتھ ''سیرت مسیح موعود'' بھی پڑھائی جانے لگی۔ اس کے علاوہ دیگر عصری علوم بھی سبق میں شامل تھے۔ اگلے سال وفات مسیح سے متعلق قرآن مجید کی قریباً ۳۰ آیات کا ترجمہ اور قادیانی جماعت کی تفسیر کے علاوہ ''تذکرہ'' کو بھی سبق میں شامل کر دیا گیا۔ ''تذکرہ'' مرزا غلام احمد قادیانی کے الہامات اور ''وحی'' (نعوذ باللہ) پر مشتمل کتاب ہے، جو قادیانیوں کے نزدیک قرآن مجید کے برابر بلکہ اس سے بھی افضل کتاب خیال کی جاتی ہے۔ ''تذکرہ'' پڑھاتے ہوئے ہمارے استاد ہمیں بتایا کرتے کہ اگر قرآن مجید کے ایک حرف پر دس نیکیاں ملتی ہیں تو ''تذکرہ'' کے ایک حرف پر سو نیکیاں ملتی ہیں۔

تیسرے سال جماعت احمدیہ کی مخصوص کتب پڑھانے کے علاوہ ہمیں نمازوں کے اوقات میں چناب نگر کی قادیانی عبادت گاہوں میں نماز کی امامت کے لئے بھی بھیجا جانے لگا۔ جماعت نے اپنی مرضی کی کچھ احادیث کو توڑ مروڑ کر ''حدیقۃ الصالحین'' کے نام سے ایک مجموعہ احادیث بھی تیار کر رکھا ہے۔ یہ کتاب اکثر قادیانیوں کے گھروں میں موجود ہوتی ہے۔ ہمارے نصاب میں بھی یہ کتاب شامل تھی۔ ابھی جامعہ احمدیہ میں داخل ہوئے دو ماہ ہی ہوئے تھے کہ وہاں ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ اسلام آباد کا رہائشی سعید نامی لڑکا میرا ہم جماعت تھا۔ سعید اور نفیس دونوں کزن تھے اور وہاں مربی کا کورس کرنے آئے تھے۔ سعید بے حد خوبصورت، گورا چٹا اور بھولا بھالا سا تھا۔ ایک روز کلاس ختم ہونے کے بعد جب ہم ہاسٹل واپس آئے تو سعید نے اپنا بستر اور دیگر سامان باندھنا شروع کر دیا۔ ہم نے وجہ پوچھی تو اس کی آنکھیں بھر آئیں، لیکن وہ کچھ بتانے کو تیار نہ ہوا۔ بس خاموشی سے اپنا سامان سمیٹتا رہا، جب ہم نے اصرار کیا تو اس نے بتایا کہ جامعہ احمدیہ کے پرنسپل نے اس کے ساتھ بدفعلی کی ہے۔ لہٰذا اب وہ یہاں ایک پل بھی رکنے کو تیار نہیں۔ سعید کی اس بات پر ہمیں شدید غصہ آیا، کیونکہ ہمارے پرنسپل تو ''مرزا صاحب'' (غلام احمد قادیانی) کی فیملی کے قریبی عزیزوں میں سے تھے۔ ہمیں تو وہ چلتا پھرتا فرشتہ دکھائی دیتے تھے۔ ہم تو سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ پرنسپل ایسی گھٹیا حرکت بھی کر سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم کئی روز تک سعید کو گالیاں دیتے رہے۔ سعید کے والد غالباً فوجی افسر تھے۔ جب یہ معاملہ جماعت کے مرکزی ذمہ داروں تک پہنچا تو انہوں نے سعید کے والد کو بلوالیا۔ سعید کے والد نے اسے جامعہ میں ہی رکنے پر زور دیا۔ لیکن اس نے اپنے والد سے کہا کہ وہ اسے گولی مار دیں یا گھر سے نکال دیں، لیکن وہ اب جامعہ میں پڑھے گا، نہ یہاں رہے گا۔ بالآخر وہ واپس اپنے گھر چلا گیا، جبکہ اس کے کزن نفیس نے کورس مکمل کیا اور وہ اب بھی قادیانی مربی کے فرائض انجام دے رہا ہے۔ مربی کی تربیت کے دوران چند باتوں پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔ ہر مربی کے لئے انگریزی زبان پر مکمل عبور حاصل کرنا ضروری ہے، کیونکہ اسے کسی بھی وقت کسی بھی ملک میں قادیانیت کے پرچار کے لئے بھیجا جا سکتا ہے۔ اس کے لئے ہمیں آکسفورڈ کی کتابیں پڑھائی جاتی ہیں، جس کے لئے ماہر اساتذہ کا انتظام کیا گیا تھا۔ دوران تعلیم کھیلوں میں حصہ لینا لازمی تھا، ہر مربی کے لئے ضروری ہے کہ وہ کسی نہ کسی کھیل کا بہترین کھلاڑی بھی ہو۔ جامعہ احمدیہ میں کرکٹ، ہاکی، فٹبال، والی بال، بیڈمنٹن اور کبڈی کھیلنے کا مکمل انتظام موجود تھا اور ہر طالب علم کو کسی نہ کسی کھیل میں ضرور حصہ لینا پڑتا۔ طالب علم کے لئے دوران تعلیم ڈرائیونگ سیکھنا بھی ضروری ہے۔ اس سے بھی اہم بات یہ ہے کہ اس پانچ سالہ کورس کے دوران ہر طالب علم کو ہومیو پیتھی لازمی پڑھائی جاتی ہے۔ اس کے لئے بھی ماہر اساتذہ کا انتظام جامعہ احمدیہ میں موجود ہے۔ ہر طالب علم کو مذہبی تعلیم کے ساتھ ساتھ ایک قابل ہومیو پیتھک ڈاکٹر بھی بنایا جاتا ہے۔ کیونکہ عملی میدان میں قادیانیت کے پرچار کے لئے لوگوں سے راہ و رسم بڑھانے کا یہ بہترین ذریعہ ہے۔ (جاری ہے)

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
دکان نمبر N-91 صرافہ بازار میٹھادر کراچی
فون: 32545573

ایک ہفتہ

حضرت شیخ الہندؒ کے دیس میں!

مولانا اللہ وسایا مدظلہ

قسط:۲۴

تبلیغی جماعت کے تیسرے امیر

زندگی کے آخری سفر پر پاکستان میں ۲؍اپریل ۱۹۶۵ء کو مولانا محمد یوسف ؒ کا لاہور میں وصال ہوا تو مولانا انعام الحسن ؒ ہمراہ تھے۔ مولانا محمد یوسف صاحب ؒ کی نظام الدین میں تدفین کے بعد حضرت شیخ الحدیث ؒ نے مشورہ سے مولانا انعام الحسن صاحب ؒ کو تبلیغی جماعت کا تیسرا امیر مقرر فرمایا۔ مولانا محمد عمر پالن پوری ؒ بیان فرما رہے تھے ان کا بیان رکوا کر مولانا فخر الحسن ؒ مدرس دارالعلوم دیوبند نے فیصلہ کا اعلان کیا کہ اب تبلیغ کے کام کے ذمہ دار مولانا انعام الحسن ؒ ہوں گے۔ اس اعلان کے متصل بعد مولانا پالن پوری ؒ نے تشکیل شروع کر دی اور کام جہاں مولانا محمد یوسف صاحب ؒ نے چھوڑا تھا وہاں سے اس کا آغاز کر دیا گیا۔ سب پرانے حضرات نے اس فیصلہ پر اطمینان کا اظہار کیا۔

مولانا ہارون ؒ جو مولانا یوسف صاحب ؒ کے صاحبزادہ اور مولانا محمد الیاس ؒ کے پوتے تھے۔ وہ اس وقت زندہ تھے۔ اہل میوات کو ان سے جذباتی محبت دلگاؤ تھا۔ مگر انعام الحسن ؒ کے امیر مقرر ہونے پر سب کو اطمینان ہوگیا۔ مولانا ہارون ؒ نے بھی سعادت مندی اور وسعت قلبی سے اس فیصلہ کو قبول کیا۔ بعض لوگوں نے اس فیصلہ پر خطوط، وفود، اشتہارات کے ذریعہ اپنے تحفظات کا اظہار کیا کہ مولانا ہارون ؒ سے زیادتی ہوئی۔ مگر مولانا ہارون ؒ، حضرت شیخ الحدیث ؒ کے فیصلہ پر ڈٹے رہے کہ جو فیصلہ ہوا، سو فیصد صحیح ہے تو برائے نام یورش بھی ٹل گئی۔

۳؍اپریل کو امیر جماعت بننے کے بعد مولانا ہارون ؒ نے اعلان کر کے مولانا انعام الحسن ؒ کے ہاتھ پر تجدید بیعت کرائی۔ مولانا انعام الحسن ؒ نے امیر بننے کے بعد ہر جگہ خطوط بھجوائے۔ حضرت جی مولانا یوسف صاحب ؒ کی اصل تعزیت یہ ہے کہ تبلیغ کے کام کے ساتھ جڑا جائے اور دوسروں کو جوڑا جائے۔ نظام الدین تعزیت کے لئے آنے پر جو رقم ووقت خرچ کرنا ہے۔ وہ رقم ووقت تبلیغ کے کام پر لگائیں اور اس کا ثواب مولانا محمد یوسف صاحب ؒ کو ایصال کریں۔ چنانچہ سینکڑوں جماعتیں اس نیت سے نکلیں اور ایصال ثواب کے عنوان پر روانہ ہوئیں۔

اب کے مولانا انعام الحسن ؒ کی بھی حضرت شیخ ؒ نے خوب پشت پناہی کی۔

نظام الدین میں قیام فرمایا۔ مشورے دیئے۔

مولانا انعام الحسن صاحب ؒ بھی مشورہ کے لئے سہارنپور تشریف لاتے۔ کبھی اپنے ساتھ نظام الدین میں حضرت شیخ ؒ کو لے کر جاتے۔ مولانا یوسف امیر ثانی ؒ یومیہ سات آٹھ گھنٹہ بیان کر لیتے تھے۔ ان کی زندگی میں مولانا انعام الحسن ؒ نے کبھی تقریر نہ کی۔ البتہ مولانا یوسف صاحب ؒ کی تقریر کے دوران پشت کی جانب بیٹھ کر مراقب رہتے تھے۔ اس پر مولانا عمران خان ندوی نے خوب تبصرہ کیا کہ تبلیغ کے بانی مولانا الیاس ؒ الکن (لکنت والے) تھے۔ مولانا انعام الحسن ؒ قلیل الکلام ہیں اور درمیان میں یوسف صاحب ؒ ابوالکلام ہیں۔ سچ ہے ہر گلے را رنگ بوئے دیگر است!

مولانا انعام صاحب ؒ نے امیر بننے کے بعد تقاریر شروع کریں۔ پہلے مختصر پھر تو دو، دو گھنٹے کے بھی بیانات ہوئے۔ آخر عمر میں پھر عوارض کے باعث مختصر بیان فرماتے تھے۔ آپ کی امارت میں ۳۲ رمضان المبارک آئے۔ سترہ حج کئے۔ چھ عمرے کئے۔ رہے آپ کے تبلیغی اسفار، تو اس سوال کا جواب ہمارے مخدوم حضرت مولانا سید محمد شاہد سہارنپوری دامت برکاتہم کی کتاب سوانح مولانا محمد الیاس ؒ کی جلد دوم اور جلد سوم جو ہزار صفحات سے زائد صفحات پر مشتمل ہیں۔ ان میں آپ کے تبلیغی اسفار کی تفصیلات ہیں۔ اس وقت دنیا کا شاید کوئی ملک ایسا نہ ہوگا جہاں تبلیغ کا کام نہ ہو رہا ہو۔ یہ انہی حضرات کا اخلاص ہے کہ پوری دنیا اس تبلیغی عالمی نظام میں منسلک ہے۔ اس وقت ہر ملک کا اپنا سالانہ اجتماع ہوتا ہے۔ جو دین اسلام کی اشاعت

کے لئے اتمام حجت کا حکم رکھتا ہے۔

مولانا انعام الحسنؒ نے ان اسفار کے لئے دن رات ایک کر دیئے۔ اسی طرح کے برطانیہ کے ایک سفر میں فقیر نے بھی آپ کی ڈیوز بری میں خصوصی ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ ۱۹۸۵ء میں پہلی سالانہ ختم نبوت کانفرنس تھی۔ حضرت مولانا انعام الحسنؒ برطانیہ کے سالانہ اجتماع کے لئے ڈیوز بری تشریف لائے ہوئے تھے۔ تو حضرت مولانا محمد ضیاء القاسمی مرحوم کی معیت میں فقیر نے بھی آپ کی زیارت کی۔ اسی طرح ۲۰۱۳ء میں مولانا انعام الحسنؒ کے صاحبزادہ حضرت مولانا زبیر الحسن صاحبؒ کی رائے ونڈ سالانہ اجتماع کے موقع پر زیارت کی۔ اس زیارت کا باعث حضرت مولانا سید محمد شاہد سہارنپوری بنے جن کی تصنیف لطیف ''سوانح مولانا انعام الحسنؒ'' جو تین جلدوں پر مشتمل ہے، سے اس حصہ مضمون کی تکمیل کی سعادت حاصل کی ہے۔ اس سفر رائے ونڈ میں حضرت پیر طریقت مولانا صغیر احمد صاحب لاہوری دامت برکاتہم کی قیادت وسیادت کے شرف سے بھی مشرف ہوا۔

اسپین، برما، بلجیم، ترکی، تنزانیہ، جاپان، انڈونیشیا، ری یونین، سوڈان، شام، عراق، کویت، کینیا، کینیڈا، لبنان، انڈونیشیا، مراکش، موزمبیق، ماریشس کا ایک ایک دفعہ سفر کیا۔ متحدہ عرب امارات، امریکہ، زامبیا، ملائیشیا، ملاوی کے دو دو مرتبہ سفر ہوئے۔ تھائی لینڈ، سنگاپور کے تین تین بار سفر ہوئے۔ فرانس کا چار مرتبہ، سری لنکا کا پانچ مرتبہ، برطانیہ کا چھ مرتبہ، سعودی عرب کا تیس مرتبہ، بنگلہ دیش کا چوبیس مرتبہ اور پاکستان کا سینتالیس مرتبہ سفر کیا۔ ان اسفار کی تفصیل کا نام ''سوانح مولانا انعام الحسن کاندھلوی کی تیسری جلد'' میں ہے۔ ۶ رجون ۱۹۵۵ء کو کیسرو، ضلع مظفر نگر کے اجتماع میں آپ نے اپنی زندگی کے آخری اجتماع کی آخری دعا کرائی۔

۹ رجون ۱۹۹۵ء کو زندگی کا آخری جمعہ پڑھا۔ جمعہ کے بعد قلب میں درد شروع ہوا۔ ہسپتال لے جایا گیا۔ راستہ میں آپ کے صاحبزادہ مولانا محمد صالح نے پوچھا: ابا کیسی طبیعت ہے؟ اس پر فرمایا: ''اللہ کا شکر ہے'' یہ آخری جملہ تھا جو آپ کی زبان سے نکلا۔ ہسپتال گئے لیکن وقت موعود آن پہنچا۔ مولانا زبیر الحسن آپ کو نظام الدین لائے۔ اگلے روز ۱۰ رجون ہمایوں کے مقبرہ کے قریب وسیع پارک میں جنازہ ہوا۔ مولانا زبیر الحسن نے نماز جنازہ پڑھائی۔ چار لاکھ سے زائد افراد شریک جنازہ ہوئے۔ مولانا محمد اسماعیل، مولانا محمد الیاس، مولانا محمد یوسف کے ساتھ چوتھی قبر مبارک آپ کی ہے۔ یہاں بھی فقیر نے دعا کی سعادت حاصل کی۔

حضرت مولانا محمد ہارونؒ کے مختصر حالات زندگی:

مولانا محمد ہارونؒ، مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ امیر دوم تبلیغی جماعت کے صاحبزادہ ہیں۔ مولانا ہارون کی پیدائش ۸ر نومبر ۱۹۳۹ء کو ہوئی۔ مظاہر علوم سے دورہ حدیث کیا۔ حضرت شیخ الحدیثؒ کے ممتاز تلامذہ میں سے تھے۔ حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ سے بیعت ہوئے۔ خلافت حضرت شیخ الحدیث صاحبؒ نے مرحمت فرمائی اور خلافت بھی آنحضرت ﷺ کے اقدام عالیہ کی جانب مسجد نبوی میں عنایت فرمائی۔ زہے نصیب! مولانا ہارون صاحبؒ، بانی تبلیغ مولانا محمد الیاس صاحبؒ کے پوتا ہیں۔ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ کے پاس مولانا محمد الیاسؒ کا عمامہ تھا۔ وہ بھی مولانا محمد ہارونؒ کو عنایت ہوا۔ عالم جوانی میں مولانا ہارون صاحبؒ ۲۷ر ستمبر ۱۹۷۳ء کو وصال فرما گئے۔ مولانا انعام الحسن صاحبؒ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ مرکز نظام الدین کے مغربی حصہ میں آپ بھی مدفون ہیں۔ آپ کی یادگار حضرت مولانا محمد سعد صاحب جو ۱۰ رمئی ۱۹۶۵ء کو پیدا ہوئے مدرسہ کاشف العلوم مرکز دہلی سے فارغ التحصیل ہیں۔ تبلیغ کے سر برآوردہ حضرات میں سے ہیں۔

تبلیغی مرکز نماز ظہر پڑھی۔ ان مزارات کے باہر قبور مبارکہ کے متصل حجرہ پر دعا سے فارغ ہوئے۔ تبلیغی مرکز تو تفصیل سے ملاحظہ نہ کیا جاسکا۔ کہاں وہ میدان، کہاں اب کئی منزلہ کوہ قامت بلڈنگ۔ کہاں وہ جنگل اور کہاں اب مارکیٹ اور وہ بھی رش سے اٹی ہوئی۔ یہاں سے نکلے حضرت مولانا محمد عبدالقیوم نعمانی، آپ کے صاحبزادہ مولانا ابوبکر اور فقیر راقم ''گھماچہ'' کی تلاش میں مارے مارے پھرے۔ جاتے ہوئے بھی، واپسی پر بھی۔ عزیزی انس صاحب کا حکم تھا۔ بہت تلاش ہوئی مگر یہاں کامیابی نہ ہوئی۔

مرزا غالب مرحوم کے مزار پر:

اب اپنی کوچ کی طرف روانہ ہوئے تو حضرت نظام الاولیاء کے مزار مبارک اور مرکز تبلیغ کے درمیان ایک متوسط چار دیواری میں چار ستونوں پر کھڑی سنگ مرمر سے آراستہ چھت اور خوبصورت باغیچہ نظر آیا۔ فقیر نے دوستوں کو متوجہ کیا۔ اندر گئے تو ہم اردو کے سب سے بڑے شاعر جناب مرزا اسد اللہ غالبؒ کے مزار مبارک پر تھے۔ مختصری جگہ۔ باغیچہ بھی مختصر۔ مختصر جگہ پر سنگ مرمر کا دیدہ زیب فرش بھی لگا ہوا۔ چار دیواری پر ایک بڑا سا سنگ مرمر کا کتبہ ہے۔ جس پر مرزا غالب کا یہ شعر کندہ کیا ہوا ہے:

نہ تھا کچھ، تو خدا تھا، کچھ نہ ہوتا، تو خدا ہوتا
ڈبویا مجھ کو ہونے نے، نہ ہوتا میں، تو کیا ہوتا

یہ شعر پڑھتے تو مولانا زاہد الراشدی پھڑک اٹھے۔ فرمایا او ہو! جناب مرزا غالب تو ہمہ اوستی ہیں۔

اب ’’ہمہ اوست‘‘ اور ’’ہمہ از واست‘‘ کو اس دور میں کون سمجھے یا سمجھائے۔

غرض حضرت مرزا غالب رحمہ اللہ کے مزار پر حاضری کی سعادت سے بہرہ ور ہوئے۔ دعا کی سعادت حاصل کی۔ آگے چلے تو مولانا زاہد الراشدی سے مسطورہ بالا شعر لکھوالئے۔ مرزا غالب کی مکمل رباعی جو دیوان غالب بخط نفیس کے ایڈیشن کے ص۳۹ پر چھپی ہے۔ مکمل ملاحظہ ہو:

نہ تھا کچھ، تو خدا تھا، کچھ نہ ہوتا، تو خدا ہوتا
ڈبویا مجھ کو ہونے نے، نہ ہوتا میں، تو کیا ہوتا
ہوا جب غم سے یوں بے حس، تو غم کیا سر کے کٹنے کا
نہ ہوتا گر جدا تن سے، تو زانو پر دھرا ہوتا
ہوئی مدت کہ غالب مر گیا، پر یاد آتا ہے
وہ ہر اک بات پر کہنا، کہ یوں ہوتا، تو کیا ہوتا

مرزا اسد اللہ خان غالب سال ۱۷۹۶ء میں آگرہ میں پیدا ہوئے۔ بچپن میں آگرہ سے دہلی منتقل ہوئے۔ زندگی بھر کرایہ کے مکان میں محلہ بلی ماراں میں رہے۔ آپ کی معروف رہائش گاہ محلہ بلی ماراں میں مسجد سے ملحقہ ہے۔ جس سے متعلق آپ کا یہ شعر ہے:

مسجد کے زیر سایہ ایک گھر بنالیا ہے
یہ بندۂ کمینہ ہمسایۂ خدا ہے

مرزا صاحب ۱۸۶۹ء میں وصال فرمائے آخرت ہوئے۔ اب ہم یہاں سے چلے تو راستہ میں مولانا زاہد الراشدی صاحب نے دیوبندی موزے خرید کئے۔ نام رکھنے میں بھی دوست کمال کرتے ہیں۔ کوئی صاحب دیوبند کے رہنے والوں نے موزے بنانے کی دکان بنائی ہوگی تو موزوں کا نام ’’دیوبندی موزے‘‘ رکھ لیا۔ مجھے خوب یاد ہے کہ ایک بار جمعیت علماء پاکستان کے زیر اہتمام سنی کانفرنس قلعہ کہنہ قاسم باغ ملتان رکھی گئی تو اس موقع پر جو خوردونوش کے اسٹال لگے ان پر نورانی حلوہ، نورانی پراٹھے، نیازی کھرا‌ڑے، نیازی نان اور پتہ نہیں کیا کیا نام سے بینرز لگادیے گئے۔ اس وقت دل ودماغ پر کیا گزرتی ہے جب ’’مدنی شوز‘‘ دکان پر لکھا ہوتا ہے۔ بس ’’فکر ہر کس بقدر ہمت اوست‘‘ والی بات ہے۔ چلئے میں ابھی ’’ہمہ اوست‘‘ اور ’’ہمہ از دوست‘‘ کے چکر میں گھر گیا۔ حضرت خواجہ نظام الاولیاء، تبلیغی مرکز نظام الدین، مرزا اسد اللہ خان غالب کے مزارات سے راشٹریا بھون (ایوان صدر) انڈین گیٹ، مولانا آزاد روڈ سے جامع مسجد ولال قلعہ کی جانب چلے۔

خانقاہ مظہریہ دہلی

راستہ میں چتلی قبر کے علاقہ میں ’’خانقاہ مظہریہ دہلی‘‘ ہے۔ وہاں پر حاضری کی سعادت نصیب ہوئی۔ ہوا یہ کہ ہمارے جو رہبر تھے وہ گھنی آبادی کے محلہ کی گلیوں در گلیوں سے گزار کر ہمیں خانقاہ مظہریہ دہلی لے گئے۔ حضرت مولانا زاہد الراشدی، مولانا عبدالقیوم نعمانی صاحب اور یاد نہیں کہ کون کون سے حضرات ساتھ تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کے صاحبزادہ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمہ اللہ تھے۔ آپ سے سلطان اورنگزیب عالمگیر نے درخواست کی کہ ہماری تربیت کے لئے آپ دہلی میں کسی کی نامزدگی فرمائیں۔ چنانچہ آپ نے اپنے صاحبزادہ حضرت خواجہ سیف الدین صاحب رحمہ اللہ کو دہلی بھجوادیا۔ خواجہ سیف الدین (وفات ۱۶۸۵ء) کی دہلی تشریف آوری ۱۶۶۵ء میں ہوئی۔ آپ کی تشریف آوری سے سلسلہ نقشبندی مجددی کا یہاں دہلی میں فیض رسانی کا چشمہ جاری ہوگیا۔ دہلی میں حضرت خواجہ سیف الدین رحمہ اللہ کے خلیفہ مجاز ہوئے۔ حضرت مولانا سید نور محمد بدایونی (وفات ۱۷۲۳ء) حضرت بدایونی کے خلیفہ دہلی میں حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمہ اللہ ہوئے۔ ان کی خانقاہ مبارکہ کو ’’خانقاہ مظہریہ دہلی‘‘ کہا جاتا ہے۔ جہاں آج ۱۶ر دسمبر ۲۰۱۳ء کو حق تعالیٰ نے بعد از ظہر حاضری کی توفیق سے سرفراز فرمایا۔

(جاری ہے)

مرزا قادیانی کے دولاکھ اڑتالیس ہزار جھوٹ

مرزا غلام احمد قادیانی کے جھوٹ تو ان گنت ہیں۔ مثلاً مرزا نے اربعین نمبر۲ کے صفحہ ۲۳ پر لکھا ہے: ’’انبیاء گزشتہ کے کشوف نے اس بات پر مہر لگادی ہے کہ وہ (مسیح موعود) چودھویں صدی کے سر پر ہوگا اور نیز یہ کہ پنجاب میں ہوگا۔‘‘ (اسلامیہ پاکٹ بک)

اس ایک سطری عبارت میں مرزا نے کتنے جھوٹ بولے؟ اس کا اندازہ کرنے کے لئے زیادہ باریک سمجھ کی ضرورت نہیں، اس میں مرزا قادیانی نے کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کی طرف دو دعوے منسوب کئے ہیں۔ مسیح کے چودھویں صدی کے سر پر آنا اور پنجاب میں آنا۔ حالانکہ کسی ایک نبی سے بھی ان دونوں دعوؤں میں سے کوئی دعویٰ ثابت نہیں۔ گویا اس ایک سطری گپ میں مرزا نے کم وبیش دولاکھ اڑتالیس ہزار جھوٹ بولے اور جھوٹ بولنا یوں بھی موجب لعنت ہے، مگر نبی کے نام کوئی جھوٹی بات منسوب کرنا تو ایسی چیز ہے کہ آدمی کو دوزخ کے گڑھے میں ڈال دیتی ہے، اس لئے اس ایک سطری فقرے سے مرزا غلام احمد قادیانی کم از کم دولاکھ اڑتالیس ہزار مرتبہ لعنت وعذاب نار کا تحفہ لے کر گیا۔

از: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

تحریکِ ختمِ نبوت..... آغاز سے کامیابی تک

چوتھی قسط

سعود ساحر

آگے بڑھنے سے پہلے حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی ایک تقریر کا اقتباس پڑھنے کی سعادت حاصل کریں اور ایمان کی تازگی اور عقیدے کی پختگی کا سامان کریں۔ یہ خطاب ستمبر ۱۹۵۱ء کو کراچی میں فرمایا۔ کیا فصاحت ہے، کیا بلاغت ہے، بڑے بڑے مقرر، بلند پایا محرر پاؤں دبانے کے آرزومند اس خوشامد میں کہ: "سیکھیں گے تیرا طرز بیاں۔"

"تصویر کا ایک رخ تو یہ ہے کہ مرزا قادیانی میں یہ کمزوریاں اور عیوب تھے کہ اس کے نقوش میں توازن نہ تھا، قدوقامت میں تناسب نہ تھا، اخلاق کا جنازہ تھا، کردار کی موت تھی، سچ کبھی بولتا نہ تھا۔ معاملات کا درست نہ تھا، بات کا پکا نہ تھا، بزدل اور ٹوڈی تھا، تقریر و تحریر ایسی ہے کہ پڑھ کر متلی ہونے لگتی ہے۔ لیکن میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ اگر اس میں یہ کمزوری بھی نہ ہوتی۔ وہ مجسمہ حسن و جمال ہوتا، قویٰ میں تناسب ہوتا، چھاتی ۴۵ انچ کی، کمر ایسی کہ سی آئی ڈی (خفیہ پولیس) کو بھی پتہ نہ چلتا، بہادر بھی ہوتا، مرد میدان ہوتا، کردار کا آفتاب اور خاندان کا مہتاب ہوتا، شاعر ہوتا، فردوسیٔ وقت ہوتا، ابوالفضل اس کا پانی بھرتا، خیام اس کی چاکری کرتا، غالب اس کا وظیفہ خوار ہوتا، انگریزی کا شیکسپیئر اور اردو کا ابوالکلام ہوتا، پھر نبوت کا دعویٰ کرتا تو کیا ہم اسے نبی مان لیتے؟ میں کہتا ہوں کہ اگر حضرت علیؓ دعویٰ کرتے کہ جسے تلوار حق نے دی، بیٹی نبیؐ نے دی۔ سیدنا ابوبکر صدیقؓ، سیدنا عمر فاروقؓ اور سیدنا عثمان غنیؓ بھی دعویٰ کرتے تو کیا بخاری انہیں نبی مان لیتا؟ نہیں ہرگز نہیں۔ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کائنات میں کوئی انسان ایسا نہیں جو تخت نبوت پر سج سکے اور تاج امامت و رسالت جس کے سر پر ناز کرے۔ والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید الرسل و خاتم الانبیاء۔"

ایسا کہنا اور اس انداز میں کہنا امیر شریعتؒ ہی کا حق تھا۔ آیئے قومی اسمبلی کے اجلاس کی طرف چلتے ہیں، ابھی اسلام آباد میں وزیراعظم سیکرٹریٹ، ایوان صدر، وزیراعظم ہاؤس اور پارلیمنٹ کی بلڈنگ کی تعمیر کا آغاز نہ ہوا تھا۔ پارلیمنٹ کے اجلاس عارضی طور پر اسٹیٹ بینک بلڈنگ میں ہوتے تھے، اس کے مقابل بھی کوئی عمارت نہیں مٹی کے ٹیلے تھے، اسمبلی کا اجلاس بند کمرے میں ہوتا تھا، جہاں اخبار نویس تو کیا، غیر ضروری عملے کے ارکان کا داخلہ بھی ممنوع تھا۔ وزیراعظم سیکرٹریٹ اسی بلڈنگ کے اوپری منزل میں تھا۔ اخبار نویسوں کا ہجوم بھی ناپید تھا۔ ٹی وی کے اینکرز عالم وجود سے بہت دور تھے، لمحہ لمحہ کی غیر تصدیق شدہ خبروں کا رواج بھی نہیں پڑا تھا، قوم کو ہیجان میں مبتلا کرنا جرائم میں شمار ہوتا تھا۔ آئینی اداروں کی رسوائی کسی طور قابل قبول نہ تھی۔ ابھی کور کمانڈر کو کروڑ کمانڈر کہنے کا کسی میں حوصلہ نہ تھا۔ ملک کی سلامتی کے اداروں کے سربراہ ابھی قاتلانہ حملوں کے الزام سے محفوظ تھے۔ ۱۶ دسمبر کے المناک سانحہ کی شرمندگی اور ذلت کی ماری قوم کو سیاسی جماعتیں، سیاست دان حوصلوں کی سوغات بانٹنے کی تگ و دو کر رہے تھے، پراگندہ خیالات کو یکسوئی عطا کرنے کی سعی کی جارہی تھی اور اس سازشی گروہ کو جسد ملی سے علیحدہ کرنے کے لئے منتخب نمائندے لگے ہوئے تھے، کوشش ہو رہی تھی کہ فاسد مادے اور کوڑھ کے جرثوموں کو قومی وجود سے خارج کرنے کی خاطر آئینی آپریشن کا سہارا لیا جائے۔ اس نیک مقصد کے لئے مذہبی، سیاسی، انتہاپسند، لبرل غرض پوری قوم یکجہتی کا مظاہرہ کر رہی تھی۔ قادیانیوں کی پاکستان کو دولخت کرنے کے حوالے سے ایک واقعہ پہلے بھی تحریر کر چکا ہوں، موقع ہے کہ اسے مکرر بہ حوالہ تحریر کیا جائے۔

۱۹۷۰ء میں مشرقی پاکستان میں ہندوستان کی مداخلت مکتی باہنی کے نام پر ہندو مداخلت کاروں کی ریشہ دوانیاں زور پکڑ رہی تھیں۔ ایک خاص مقصد کے تحت مغربی پاکستان میں توقعات کی اونچی فصیل اٹھائی جارہی تھی، حقائق سے لاعلم مخلوق کو یہ باور کرایا جارہا تھا کہ ہندوستان کو مارا کہ مارا، ایک شور تھا کہ مشرقی پاکستان کا دفاع مغربی پاکستان سے کیا جائے گا، نفسانی خواہشات کا مارا اور حرام پانی کا رسیا یحییٰ خان ملک پر مسلط تھا، ملک کے ساتھ کیا ہونے جارہا تھا، اس کی اسے پرواہ نہ تھی، اس کی ساری صلاحیتیں نور جہاں کو سرور جہاں بنانے میں صرف ہو رہی تھیں۔ فلمسٹار ترانہ قومی ترانہ بنی ہوئی تھی، اس کے ساتھ محو عمر ہوں کہ عثمان مٹھا یا عبدالحمید، سب سرمایہ اکٹھا کرنے اور آل و اولاد کا مستقبل سنوارنے کی جدوجہد میں لگے

تھے۔ ان کی عالیشان رہائش گاہیں پائل کی جھنکاروں اور مدھر آوازوں سے گونج رہی تھیں۔ ایک سادہ لوح جنرل ٹکا خان کو ایسے کام پر لگا دیا گیا تھا کہ انسان بے شک فنا ہو جائیں، خدا کی زمین سانس لیتی مخلوق سے خالی ہو جائے، بس زمین کا تحفظ کرنا ہے، پھر جو کچھ ہوا، تاریخ کے سیاہ باب کی صورت میں موجود ہے۔ ٹکا خان اپنے کام سے فارغ ہوئے تو امیر عبداللہ خان نیازی کو دفاع پاکستان کی جنگ کا سالار بنا کر بھیجا گیا، جس کی دلچسپی کا میدان، مرد میدان سے مختلف تھا، وہ ہر روز نعرہ لگاتا کہ ڈھاکہ میں میری لاش سے گزر کر ہی ہندو فوج پہنچے گی۔ پھر نیازی تو زندہ رہا، مشرقی پاکستان کی موت واقع ہوگئی۔ بریگیڈیئر صدیق سالک مرحوم کی تصنیف "میں نے ڈھاکہ ڈوبتے دیکھا" اس سے بھی زیادہ بھیانک مناظر کی لفظی تصویر دکھاتی ہے، لیفٹیننٹ جنرل صاحبزادہ یعقوب ایک غیرت مند مسلمان جنرل کی طرح اس کام سے علیحدہ ہوگئے۔

بہر حال ذکر ایک قادیانی جنرل عبدالعلی کا تھا، جو اس زمانے میں ۱۰ کور کا کمانڈر تھا اور فوج سے ریٹائر ہو کر اسلام آباد میں قادیانی جماعت کا سربراہ بنا، اس نے "کرش انڈیا" کا نعرہ دیا اور اپنے ریٹائر ساتھیوں کرنل عدالت اور میجر صادق کو کرش انڈیا موومنٹ نامی تنظیم بنانے پر آمادہ کیا۔ راولپنڈی پریس کلب میں ایک پریس کانفرنس کے بعد وہ منظر سے غائب ہوگئے، تاہم پورے ملک میں پوسٹروں، اسٹیکرز اور پمفلٹ کا سیلاب آ گیا، جن پر کرش انڈیا کا نعرہ درج ہوتا، مقصد اب سمجھ میں آتا ہے کہ جذباتی اور نعروں کی اسیر قوم کو حوصلوں کے اس پہاڑ پر چڑھا دیا جائے اور خلاف توقع دشمن کا ایک دھکا منہ کے بل گرا دے تو اس تباہی پر احتجاج کا یارا نہ رہے اور ذمہ داروں کو قائد اور قاتلوں کو مسیحا سمجھنے پر مجبور ہو جائے۔ وہی ہوا کہ دھوکا دہی کی یہ واردات اس بے بس قوم کے ساتھ ایک بار پھر دہرائی جارہی ہے، پشت پر کون ہے، انجام کیا ہوگا؟ اس پر غور کا نہ کسی کے پاس وقت ہے، نہ دماغ۔ بس ایک فاتر العقل انقلابی اور نیازیوں کا نادان پوت آزادی چاہتا ہے، مگر کس سے؟ یہ اسے بھی معلوم نہیں!

یہ سانحات، سازشوں کے یہ جال اور دشمنوں کی ہر مرحلے میں چال چین نہیں لینے دیتی، دل میں ایک یاد کہ نیزے کی انی ہو جیسے۔ بہر حال قادیانیوں کے خلاف تحریک، اس میں بہنے والا خون، جیل کی صعوبتیں اور اس کے نتیجے میں ہزاروں مسلمانوں کے جسم و جان کی توانائیوں کا جھٹکا ایک زیرک انسان کی اپنی تحقیق، درست اطلاعات اور ان کی چھان پھٹک کے بعد معاملہ قانون سازوں اور آئین میں ترامیم کا حق رکھنے والوں کے حوالے ہوا اور وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو دل و جان سے اس عمل کا حصہ بنے اور مرزا قادیانی کے جانشین مرزا ناصر اور ربوہ سے جزوی اختلاف رکھنے اور مرزا کذاب کے لاہوری پیروکاروں پر ۲۶ دن کی جرح کے بعد حتمی نتیجہ یہ نکلا کہ ایک صدی جدوجہد کا حاصل قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا گیا۔ آئین میں ترمیم کر کے ہر اس گروہ کو خواہ وہ مرزا کی جھوٹی نبوت کا قائل ہو یا کسی اور انداز میں اس کی عظمت اور بڑائی کو تسلیم کرتا ہو، اسے کافروں کے زمرے میں داخل کر دیا گیا، یہ ایک طویل عمل تھا۔ حضرت مولانا مفتی محمود، مولانا غلام غوث ہزاروی، مولانا ظفر احمد انصاری، مولانا شاہ احمد نورانی، پروفیسر غفور احمد اور دوسرے اکابرین کے ایم این اے ہوسٹل کی رہائش گاہوں میں دفتر کھل گئے۔ اردو ٹائپ رائٹر مہیا کئے گئے، مرزا کی اپنی تصانیف، اس کے اقوال، اس کے الہامات و پیشگوئیوں اور ایک علیحدہ دین کے دعووں کے حوالے سے سوالات مرتب کئے جانے کا عمل شروع ہوا۔ دوسرے اکابرین بھی اپنے رفقا کی مدد سے سوالات مرتب کرتے رہے۔ مولانا ظفر احمد انصاری کے کمرے میں ایک صاحب علم صحافی جناب حسان کلیمی اردو ٹائپ رائٹر لے کر آئے اور بہت سے دین سے آگاہی رکھنے والے اور مرزا کے جھوٹ کا علم رکھنے والے سوال مرتب کرتے، مولانا ظفر احمد انصاری ایک نظر ڈالتے، کلیمی صاحب ٹائپ کر کے ایک فائل میں لگاتے جاتے، جو مولانا انصاری لے کر ایوان میں جاتے، طریقہ کار یوں تھا کہ اٹارنی جنرل یحییٰ بختیار، مرزا ناصر احمد سے سوال کرتے، اس کے جواب پر مزید وضاحت کے لئے ضمنی سوالات بھی کوئی رکن براہ راست کرنے کے بجائے اٹارنی جنرل سے رجوع کرتا۔

یہ ایک طویل دستاویز ہے اور تا حال سرکاری طور پر شائع نہیں کی گئی اور قومی اسمبلی کی لائبریری میں محفوظ ہے۔ اتنا طویل عرصہ اسے خفیہ رکھنے کی حکمت کو سمجھنا دشوار ہے، البتہ بڑی حد تک جو کچھ ہاتھ آیا وہ قارئین تک لازماً پہنچایا جائے گا۔ (چالیس سال بعد گزشتہ حکومت نے قومی اسمبلی کی کارروائی کو شائع کر دیا ہے، جسے الحمدللہ! عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے پانچ جلدوں میں من وعن چھاپ دیا ہے... مدیر) سوالات میں متانت اور سنجیدگی اپنی جگہ مگر مرزا ناصر احمد کے جوابات اتنے مضحکہ خیز ہیں کہ ایوان میں قہقہے بھی خوب لگے اور مرزا ناصر احمد نے تھکن اور بے آرامی کا سہارا لے کر فرار کی راہ بھی ہر روز تلاش کی۔ قومی اسمبلی کے اسپیکر صاحبزادہ فاروق بلا عذر مرزا ناصر احمد کی جان بخشی بھی کرتے رہے۔ جستہ جستہ سوالات اور مرزا کے جوابات بھی تحریر کروں گا۔ فی الحال وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کا قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے بعد ایوان سے خطاب کا اقتباس ملاحظہ کریں، جس میں امت مسلمہ کے احساس اور جذبے کا پاس بھی ہے، اپنے عقیدے کا اظہار بھی۔ یہ محترم ذوالفقار علی بھٹو کا وہ جرأت مندانہ فیصلہ ہے جو ان کے لئے اللہ کے حضور

سرخروئی کا سامان اور نجات کا ذریعہ بنے گا، انشاء اللہ!
اس فیصلے کے سبب بہت کچھ سے صرف نظر کیا جانا چاہئے اور ان کی بخشش کی دعا کی جانی چاہئے۔ یہ بتانا بھی ضروری ہے کہ یہ ایکٹ آئین (ترمیم دوم) ایکٹ ۱۹۷۴ء کہلایا، جس کے ذریعے آئین کی دفعہ ۱۰۶ کی شق (۳ میں لفظ فرقوں کے بعد قادیانی جماعت یا لاہوری جماعت کے اشخاص میں جو کہ خود کو احمدی کہتے ہیں، درج کئے گئے، آئین کی دفعہ ۲۰۶ کی شق (۲ میں ترمیم) کر کے یہ الفاظ درج کئے گئے کہ جو شخص حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو آخری نبی ہیں کے خاتم النبیین ہونے پر قطعی اور غیر مشروط طور پر ایمان نہ رکھتا ہو یا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی بھی مفہوم میں یا کسی بھی قسم کا نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا کسی ایسے مدعی کو نبی یا دینی مصلح تسلیم کرتا ہے، وہ آئین یا قانون کے اغراض کے لئے مسلمان نہیں ہے۔ بھٹو صاحب کا ایوان سے خطاب:

"میں جب یہ کہتا ہوں کہ یہ فیصلہ (قادیانی غیر مسلم ہیں) پورے ایوان کا فیصلہ ہے، میرا مقصود یہ نہیں کہ میں کوئی سیاسی مفاد حاصل کرنے کے لئے اس بات پر زور دے رہا ہوں، ہم نے تمام ارکان سے تفصیلی تبادلۂ خیال کیا، جن میں تمام جماعتیں اور ہر طبقۂ خیال کے نمائندے موجود تھے، آج کے دن جو فیصلہ ہوا، یہ قومی فیصلہ ہے، یہ پاکستان کے عوام کا فیصلہ ہے، یہ فیصلہ پاکستان کے مسلمانوں کے ارادے، خواہشات اور ان کے جذبات کی عکاسی کرتا ہے، میں نہیں چاہتا کہ لفظ حکومت کو اس فیصلے کی تحسین کا مستحق قرار دیا جائے اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ کوئی ایک فرد اس فیصلے کی تعریف و تحسین کا حقدار بنے، میرا کہنا یہ ہے کہ یہ مشکل فیصلہ بلکہ میری ناچیز رائے میں کئی پہلوؤں سے بہت مشکل فیصلہ جمہوری اداروں اور جمہوری حکومت کے بغیر نہیں کیا جاسکتا تھا۔ یہ ۹۰ سال پرانا مسئلہ ہے، جو وقت کے ساتھ پیچیدہ ہوتا چلا گیا۔ بتایا گیا کہ ماضی میں کئی بار اس مسئلے پر قابو پایا گیا۔ اس مرتبہ بھی ایسے ہی اقدامات کے ذریعے اس پر قابو پایا جاسکتا ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ ۱۹۵۳ء میں کیا کیا گیا تھا۔ ۱۹۵۳ء میں یہ مسئلہ حل کرنے کے لئے وحشیانہ طور پر طاقت کا استعمال کیا گیا، جو مسئلے کا حل نہیں ہے، دبانے کے لئے تھا، کسی معاملے کو دبانے سے مسئلہ حل نہیں ہوتا۔"

آج کے لئے آخری بات: عقیدۂ ختم نبوت ہی وہ زنجیر ہے جو مسلمانوں کے تمام فرقوں کے فروعی اختلافات کو مٹا کر مسلمانوں کو امت واحدہ بنا سکتا ہے۔

یہ ۱۹۷۴ء کی تحریک کا ایسا واقعہ ہے جو روح کو عشق محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے سرشار کر دیتا ہے، راولپنڈی کے چاندنی چوک میں جلسہ تھا۔ جس میں مولانا غلام اللہ خان توحیدی اور شیعہ رہنما سید محمد دہلوی دوسرے علماء کے ساتھ موجود تھے۔ مولانا غلام اللہ نے فرمایا کہ: "اگر ختم نبوت کی تحریک میں سید محمد دہلوی کے جوتے سر پر رکھ کر چلنا پڑے تو بخوشی چلوں گا۔" اللہ تعالیٰ دونوں بزرگوں کو جوار رحمت میں لے۔ یہی جذبہ امت کی سلامتی کا واحد راستہ ہے۔ (جاری ہے)

موجودہ دور میں قادیانی فتنہ مسلمانوں کے دین و ایمان کے لئے انتہائی مہلک اور خطرناک ہے: شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی

کراچی..... باطل قوتیں ہمیشہ سے اسلام سے برسرپیکار رہی ہیں، نئے نئے فتنے برپا ہو رہے ہیں۔ موجودہ دور میں قادیانی فتنہ مسلمانوں کے دین و ایمان کے لئے انتہائی مہلک اور خطرناک ہے۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ نے فریضۂ حج سے واپسی پر جامع مسجد باب رحمت پرانی نمائش میں جاری پانچ روزہ رد قادیانیت کورس کی اختتامی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایمان بہت بڑی نعمت ہے تمام باطل قوتیں مسلمانوں کے خلاف متحد ہو کر ان سے ایمان کی متاع عظیم ہتھیانے کے درپے ہیں۔ ان فتنوں میں قادیانی فتنہ اس لئے زیادہ زہرناک اور مہلک ہے کہ یہ اپنے منافقانہ رویہ سے اور مسلمانوں کا لبادہ اوڑھ کر سادہ لوح مسلمانوں اور ان کی نوجوان نسل کے ایمان پر حملہ آور ہے، لہٰذا ان سے خبردار رہنے کی ضرورت ہے۔ انہوں نے شرکائے کورس سے کہا کہ آپ اپنی دینی تعلیم پر مکمل یکسوئی کے ساتھ توجہ دیں اور چھٹیوں میں باطل فتنوں کے رد میں ترتیب دیئے جانے والے کورسز میں حصہ لیں تا کہ دلائل و براہین سے مسلح ہو کر میدان عمل میں نکلیں۔ اس تقریب سعید سے خطاب کرتے ہوئے مولانا قاضی احسان احمد نے کہا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین اور کارکنان ختم نبوت صد مبارک باد کے مستحق ہیں جنہوں نے پاکستان کے ہر شہر، قصبہ، گاؤں کی گلیوں محلوں میں ختم نبوت کی صدا بلند کی اور قادیانیت کا ہر جگہ تعاقب کیا۔ ردِ قادیانیت کورس میں مولانا مفتی محمد راشد مدنی، مولانا مفتی عبداللہ، مولانا عبدالحی مطمئن، مولانا محمد اسحاق مصطفیٰ اور مولانا عبدالرؤف نے بھی لیکچر دیئے۔ آخر میں مولانا قاضی صاحب نے تمام مسلمانوں سے ۲۳، ۲۴/ اکتوبر ۲۰۱۴ء کو منعقد ہونے والی آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس چناب نگر مسلم کالونی میں شرکت کی اپیل کی۔

رحیم یار خان میں بیتے ہوئے چند ایام

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ نے اپنے دور امارت میں مجلس کی مرکزی عاملہ تجویز فرمائی۔ اس کی ترتیب کچھ اس طرح ہے:

نائب امیر: خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد نور اللہ مرقدہ۔

ناظم اعلیٰ: حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ۔

ناظم: سردار امیر عالم خان لغاری حفظہ اللہ۔

ناظم مالیات: حضرت مولانا غلام محمد علی پوریؒ

بعد ازاں حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری دامت برکاتہم۔

سردار امیر عالم خان لغاری کا خط:

سردار صاحب جب ناظم بنے تو غالباً انہوں نے پہلا حکم نامہ میرے نام جاری فرمایا۔ جس میں لکھا کہ آپ تین ماہ کے لئے ربوہ حضرت مولانا محمد حیاتؒ کی خدمت میں تشریف لے جائیں۔ والسلام

امیر عالم خان لغاری

بندہ حسب الحکم چناب نگر فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ان دنوں چناب نگر میں دو کمروں پر مشتمل مکان اور عارضی مسجد تعمیر ہوئی تھی۔ وہ مکان جس میں اس وقت مولانا غلام مصطفیٰ صاحب کی رہائش ہے۔ مولانا دن رات مرزا قادیانی کی کتابیں پڑھتے رہتے۔ ایک دفعہ راقم نے عرض کیا: استاذ جی! آپ دن رات مرزے کو پڑھتے رہتے ہیں جبکہ ہمارے بزرگوں کا معمول دن کے آغاز میں تلاوت کا ہے۔ تو مولانا فرمانے لگے: آپ مجھ سے سن لیا کریں، تو استاذ جی پنجابی لہجہ میں تلاوت فرماتے اور میں سماعت کرتا، اس طرح تین ماہ استاذ جی کی خدمت میں رہنے کا شرف نصیب ہوا۔

ایک مرزائی لڑکی کا استاذ جی کو فون پر تنگ کرنا:

قادیانیوں کو جب معلوم ہوا کہ فاتح قادیان آج کل چناب نگر (ربوہ) میں ہیں تو قادیانی مرد تو مرد ان کی عورتیں اور لڑکیاں بھی استاذ کو تنگ کرتی رہتیں۔ ایک لڑکی فون ملاتی، استاذ جی رعشے کے مریض، سردی کا موسم، استاذ ہانپتے کانپتے ریسور اٹھاتے تو نسوانی آواز آتی کہ یہ حبیب بینک ہے؟ ایک دن شیخ منظور احمد مرحوم نے جو تعمیرات کے ہمارے انچارج تھے اس لڑکی سے نمبر معلوم کرلیا اور مجھے بھی بتادیا، تو میں نے استاذ جی سے ایک رات اجازت مانگی کہ آج فون میرے کمرے میں ہوگا اور تین عدد کالز کرنے کی اجازت بھی مرحمت فرمائیں تاکہ اس لڑکی کی کالوں سے آپ کی جان چھڑوا دوں، استاذ جی نے اجازت مرحمت فرمائی۔ سردی کے موسم میں غالباً جنوری کے دن تھے کہ میں رات گیارہ بجے تک مطالعہ کرتا رہا۔ گیارہ بجے فون ملایا تو اس لڑکی نے اٹھایا اور ہیلو ہیلو کرتی رہی۔ میں نے کوئی جواب نہ دیا۔ اتنے میں ایک مرد کی آواز آئی کہ کون ہے؟ لڑکی نے جواب دیا کہ بولتا نہیں۔ لڑکی نے ریسور مرد کو پکڑا دیا، وہ بھی ہیلو ہیلو کرنے لگا، میں نے جواب کے بجائے فون بند کردیا، ایسے ہی بارہ بجے اور پھر ایک بجے غرضیکہ تین کالیں کیں، لڑکی سمجھ گئی کہ جوابی کارروائی ہے۔ استاذ جی کی جان چھوٹ گئی، دو تین روز کے بعد استاذ جی نے پوچھا: تو نے کیا کیا تھا؟ میں نے صورتحال سے آگاہ کیا تو استاذ جی کافی دیر تک ہنستے رہے۔

عمر سید خان کی چائے:

عمر سید خان ایک پٹھان ہماری مسجد اور مدرسہ کا ہمسایہ تھا۔ استاذ جی کے لئے چائے بنوا کر لاتا، آپ بہت گرم چائے پیتے، جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا ہے کہ سردی کے دن تھے اور ان دنوں چناب نگر (ربوہ) میں بہت سردی پڑتی تھی۔ خانصاحب چائے بنوا کر لائے، استاذ جی نے کہا: مولوی جی! چائے ٹھنڈی ہے، وہ دوسری دفعہ گرم کروا کر لایا تو وہی جواب تھا، چنانچہ خان صاحب بجلی والا ہیٹر لے کر آئے اور استاذ جی کے کمرہ میں گرم کی اور پیش کی، فرمایا: اب ٹھیک ہے۔ فاتح قادیان بہت سادہ مزاج تھے۔

ایک دن ناظم اعلیٰ مولانا محمد شریف جالندھریؒ کو فرمانے لگے: مولوی جی! (یہ ان کا تکیہ کلام تھا) ایک کھرپا اور ایک کلہاڑی لے کردو۔ مولانا نے فرمایا کس لئے؟ استاذ جی نے جواب میں کہا: کھرپے سے میں بکری کے لئے گھاس کاٹا کروں گا، مولانا نے فرمایا کہ بکری کہاں ہے؟ فرمانے لگے، بکری بھی لے کر دے گا ناں۔ مولانا نے کہا کہ کلہاڑی کس لئے؟ تو استاذ جی نے فرمایا کہ میں دشمن کے علاقہ میں رہتا ہوں اپنی سیکورٹی اور تحفظ کے لئے۔ مولانا نے فرمایا: بابا جی آپ رعشہ کے مریض ہیں، کلہاڑی بھی آپ کی ہوگی اور گردن بھی آپ کی، استاذ جی نے کہا: مولوی جی آپ

کی بات تو صحیح ہے، لیکن اپنا دفاع بھی مسنون ہے۔

تین ماہ گزرنے کے بعد جب رحیم یار خان واپس آیا تو معلوم ہوا کہ محلہ قمر آباد سے میرا سامان اٹھوا کر میرے مخالفین نے قاری عبدالخالق احرارؒ کے مدرسہ میں بھجوادیا ہے۔ مسجد والوں کو پتہ چلا تو کچھ نمازی قاری صاحب سے میرا سامان لے کر آئے، اسی طرح وہ دفتر پھر آباد ہوگیا۔

سردار صاحب کا دوسرا آرڈر:

ابھی دو تین ماہ ہی گزرے تھے کہ سردار امیر عالم خان لغاری زیدہ مجدہ کا دوسرا حکم نامہ ملا کہ تین ماہ کے لئے آپ فیصل آباد حضرت مولانا تاج محمودؒ کی خدمت میں تشریف لے جائیں۔ بندہ نے بیگ اٹھایا اور فیصل آباد کے لئے روانہ ہوگیا۔

حضرت مولانا تاج محمودؒ کی خدمت میں:

حضرت مولانا تاج محمودؒ ختم نبوت تحریک کے روح رواں، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ترجمان تھے۔ تشکیل مجلس کے وقت جو حضرات پہلے اجلاس میں شریک ہوئے ہیں، ان میں مولانا تاج محمودؒ بھی شریک تھے بلکہ جو دستوری کمیٹی تشکیل ہوئی، اس میں مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ کے ساتھ آپ بھی شامل تھے۔ بہت درد دل رکھنے والے انسان تھے۔

مولانا کی خدمت میں گوجرانوالہ سے ایک بزرگ تشریف لائے، مجلس احرار اسلام، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بزرگ کارکنوں میں سے تھے۔ حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کی نسبت سے انوری کہلاتے تھے۔ مجلس کے بزرگوں کا تذکرہ شروع ہوا تو مولانا انوریؒ بار بار فرماتے: سیدنا امیر شریعت ہمارے گاؤں میں تشریف لائے۔ سیدنا قاضی احسان احمد نے یہ فرمایا۔ سیدنا محمد علی جالندھری نے یہ کہا، بار بار سیدنا کا لفظ کی گردان شروع کی تو مولانا تاج محمودؒ پر گریہ طاری ہوگیا بلکہ روتے روتے ہچکی بندھ گئی، چونکہ مولانا دل کے مریض تھے، اس لئے مولانا انوریؒ سے میں نے درخواست کی کہ ساتھ والے کمرہ میں آپ کا کھانا لگ چکا ہے، ادھر میں نے عزیزی شاہد محمود کو آواز دی، وہ کھانا لے کر آئے، میں مولانا کی خدمت میں حاضری ہوا تو ابھی مولانا رو رہے تھے، مجھے دیکھ کر فرمایا کہ اسماعیل! دیکھا یہ ہیں میرے شاہ جی، قاضی احسان احمد اور مولانا جالندھری کے رضاکار۔

لولاک کی پروف ریڈنگ:

حضرت مولانا تاج محمودؒ تیس سال سے زائد عرصہ ہفت روزہ لولاک کے نام سے رسالہ نکالتے رہے۔ خود ہی ایڈیٹر، طابع، ناشر، پروف ریڈر، رسالہ کی پیکنگ وغیرہ سارا نظم سنبھالے ہوئے تھے۔ کئی سال تک حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب معاون مدیر رہے۔ آخری سالوں میں حافظ محمد حنیف ندیم سہارن پوریؒ معاون مدیر رہے۔ بندہ تین ماہ کے لئے گیا تو حضرت مولانا نے پروف ریڈنگ سکھلائی، نیز خبریں کیسے بنائی جاتی ہیں۔ اگر خبر کا حجم زیادہ ہو تو اس کی تلخیص کس طرح کی جاتی ہے۔ حضرت مولانا احراری مزاج رکھتے تھے۔ آپ کی کڑوی کسیلی گفتگو بھی سننا پڑتی۔ چند ماہ حضرت مولانا کی خدمت میں حاضری نے بہت ہی چیزیں سکھلادیں۔

مولانا عبدالرؤف کی ڈائری:

مولانا عبدالرؤف آف جتوئی مبلغ اسلام آباد مجلس کے متحرک اور فعال مبلغین میں سے تھے۔ ان کی ڈائری آئی، جس میں عبدالرؤف جتوئی فاضل جامعہ...... لکھا ہوا تھا۔ مولانا نے دیکھ کر فرمایا اسماعیل! یہ خبر نہیں لگائی۔ مبلغ جماعت کا ہو اور لیٹر پیڈ پر جماعت کا نام نہ ہو۔ بندہ نے کہا کہ حضرت تعمیل ارشاد ہوگی، تھوڑی دیر گزری تھی کہ مولانا عبدالرؤف مرحوم تشریف لے آئے، میں نے کہا کہ بابا جی تھے ہوئے ہیں، کہا: چلتے ہیں، موصوف مولانا کی خدمت میں حاضر ہوئے، علیک سلیک اور خیر خیریت معلوم کرنے کے بعد کہا کہ حضرت گوجرانوالہ سے آ رہا ہوں، ابھی چند روز پہلے گوجرانوالہ میں مرزا طاہر احمد آیا تھا۔ قادیانیوں نے مسلمانوں کو بھی شرکت کی دعوت دی، میں اور مولانا قاضی اللہ یار خان قادیانیوں کے پروگرام میں جا گھسے۔ مرزا طاہر کا اعلان ہوا۔ مرزا طاہر نے خطبہ پڑھ کر ابھی تقریر شروع ہی کی تھی کہ مولانا قاضی اللہ یار کھڑے ہوگئے اور فرمایا: مرزا صاحب! میرا ایک سوال ہے، سوال کیا، مرزا طاہر نے جواب دیا، تو میں کھڑا ہوگیا میں نے سوال کیا تو اس کا جواب شروع کیا تو قاضی صاحب کھڑے ہوگئے انہوں نے سوال داغ دیا، ابھی اس کا جواب مکمل نہیں ہوا تھا، تو میں کھڑا ہوگیا، ہم نے اسے اتنا زچ کیا کہ اسٹیج سیکریٹری کو کہنا پڑا کہ حضور (مرزا طاہر) کی اور بھی بہت مصروفیات ہیں، لہٰذا پروگرام ختم کیا جاتا ہے۔ حضرت ہم نے اسے بہت ہی ذلیل کردیا۔ مولانا بہت خوش ہوئے اور پہلی بات بھول گئے اور فرمایا کہ میری پہلے ہی نپی تلی رائے ہے کہ جماعت میں چند ہی کام کے آدمی ہیں، ان میں ایک آپ بھی ہیں۔

رحیم یار خان کے علماء کرام:

بہر حال تین ماہ گزار کر رحیم یار خان واپسی ہوئی۔ رحیم یار خان میں قاری حماد اللہ شفیقؒ ایک متحرک کردار کا نام تھا۔ ایک عرصہ تک کی مسجد میں رہے، پھر جامعہ فاروق اعظمؒ کے نام سے سرکلر روڈ پر اپنا ادارہ قائم کیا، جس میں ہر رات پورے شہر کے نوجوان علماء کرام شریک ہوتے۔ ملکی و بین الاقوامی سیاسیات پر تبصرے ہوتے چائے کے دور چلتے۔ ان علماء کرام میں قاری امداد اللہ خطیب زرعی کالج، مولانا عبدالصبور خان ڈار جو جنرل ضیاء الحق مرحوم کے زمانہ میں اسکول میں چلے گئے۔ مولانا شبیر احمد عثمانی، قاری

عبدالغفورؒ، قاری عبدالعزیز، قاری عبدالرحیم نعت خواں سمیت کئی ایک علماء کرام شرکت فرماتے۔

مرحوم قاری حماداللہ شفیق اس گروپ کے سرپرست ہوتے۔ قاری صاحب کو اللہ پاک نے بہت ہی خوبیوں سے سرفراز فرمایا تھا۔ عقیدہ ختم نبوت سے والہانہ عقیدت ان کے رگ وریشہ میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ انہوں نے میرے جیسے کم عمر، نوآموز کی بھرپور سرپرستی کی، جب بھی قادیانیت کے حوالہ سے کوئی مسئلہ درپیش ہوا۔ قاری صاحب خم ٹھونک کر میدان عمل میں آئے۔ ان کی دو ہی جماعتیں تھیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور جمعیت علماء اسلام غالباً برطانیہ کے دورہ پر تھے وہیں وفات ہوئی ان کی میت پاکستان لائی گئی اور دین پور شریف کے مخصوص قبرستان میں مدفون ہیں۔ اللہ پاک ان کی تربت پر بے پایاں رحمتیں نازل فرمائیں۔

مولانا بشیر حامد حصاروی:

موصوف جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی کے فاضل، شیخ الاسلام مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کے مایہ ناز شاگردوں میں سے تھے، کچھ عرصہ جماعت اسلامی کے کیمپ میں رہے، لیکن جوں جوں مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کا لٹریچر پڑھتے گئے۔ مودودی افکار سمجھ آتے گئے، ایک وقت ایسا آیا کہ جماعت سے کنارہ کش ہوگئے۔ اللہ پاک نے انہیں تقریر وتحریر میں یکساں مہارت عطا فرمائی تھی۔ ۱۹۷۰ء کے الیکشن میں جمعیت علماء اسلام کا طوطی بولتا تھا۔ جمعیت میں چلے گئے، لیکن جمعیت میں کھپ نہ سکے۔ ان سے جونیئر آگے آگئے اور مولانا پس منظر میں چلے گئے۔ بندہ جب رحیم یار خان میں مبلغ مقرر ہوا تو بندہ نے انہیں مجلس میں آنے کی درخواست پیش کی، جسے انہوں نے قبول فرمایا اور مولانا ضلع رحیم یار خان مجلس کے امیر بنادیئے گئے۔ بہرحال ان کا دم غنیمت رہا۔

اللہ پاک ان کے فرزندان گرامی کو ان کے مشن کو سمجھنے اور وابستہ رہنے کی توفیق نصیب فرمائیں۔ کیسے کیسے لوگ تھے، جن کا سطور بالا میں تذکرہ ہوا، ان میں اکثر چلے گئے، جو موجود ہیں وہ تیار بیٹھے ہیں۔

مولوی شبیر احمد کی شرارت:

موصوف پکالاڑاں کے قریب رہنے والے ہیں۔ قاری حماداللہ شفیق کے بااعتماد ساتھیوں میں سے تھے، ایک دن پلاسٹک کا سانپ لے کر آئے اور اخبارات کے نیچے رکھ دیا۔ حضرت مولانا غلام ربانیؒ کمرہ میں تشریف لائے اخبارات ٹٹولتے رہے۔ اچانک سانپ پر نگاہ پڑی، بڑھاپے کے باوجود دوڑ گئے اور جوتا اٹھا کر اس کا سر کوٹنے لگے۔ جب انہیں یقین ہوگیا کہ سانپ مرگیا ہے تو مولوی شبیر احمد اٹھے اور اس کی دم سے پکڑا اور باہر لے جاکر اپنی جیب میں ڈال لیا۔ مولانا غلام ربانی چھچھ ضلع اٹک کے رہنے والے پٹھان تھے۔ تھوڑی دیر بعد سمجھ گئے کہ کیا ماجرا ہے؟ اس وقت بڑی محفل لگی۔ مولانا قاری نورالحق قریشی ایڈووکیٹ جمعیت علماء اسلام پنجاب کے جنرل سیکرٹری تھے اور ہمارے حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ کے داماد بلکہ نجیب الطرفین والد بھی بڑے عالم تھے اور سسر بھی۔ والد کہروڑپکا کی بادشاہی مسجد کے خطیب اور سسر شجاع آباد کی شاہی مسجد کے خطیب۔ علوم دینیہ کے ساتھ ساتھ ''لاء'' کیا اور ملتان میں وکالت کرنے لگ گئے۔ سیاسی طور پر جمعیت علماء اسلام سے وابستہ تھے اور ترقی کرتے کرتے جمعیت پنجاب کے جنرل سیکرٹری بنے انہوں نے تشریف لانا تھا، تو مولوی شبیر احمد کی شرارت پھر کام آئی، ان کے آنے سے پہلے ایک کونے میں اخبارات کے نیچے سانپ رکھ دیا۔ قاری صاحب تشریف لے آئے تھوڑی علیک سلیک اور خیر خیریت معلوم کرنے کے بعد اخبارات کی طرف ہاتھ بڑھایا تو نیچے سے سانپ نکل آیا۔ قاری صاحب جوتوں کی طرف دوڑے اور آکر اس کا سر کوٹنے لگے، جب یقین ہوگیا کہ سانپ مرگیا ہے تو مولوی شبیر احمد اٹھے اس کی دم سے پکڑا اور باہر لے جاکر اسے اپنی جیب میں رکھ لیا، اس رات خوب گپ شپ لگی۔

مولانا اللہ وسایا کی تشریف آوری:

شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا مدظلہ میری دعوت پر رحیم یار خان کے دورہ پر تشریف لائے تو تبلیغی پروگرام سے فارغ ہوکر گپ شپ کی مجلس برپا ہوئی۔ اس دن اتفاق سے تمام دوستوں کی توپوں کا رخ میری طرف تھا۔ جب مجلس برخواست ہوئی اور مولانا سونے کے لئے لیٹے تو مجھے فرمایا: مولوی صاحب! اگر اس شہر میں کچھ دن کام کرنا ہے تو اینٹ کا جواب پتھر سے دو گے تو رہ سکو گے۔ ورنہ دل برداشتہ ہوکر چلے جاؤ گے۔ تو مولانا کی نصیحت بہت کارگر ثابت ہوئی۔

ایک سال باب العلوم میں:

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے موجودہ مرکزی امیر رحیم یار خان تشریف لائے تو میں نے اپنی تشویش سے آگاہ کیا کہ پڑھا تو تدریس کے لئے تھا، لیکن ان ''شرفائے ملت'' میں پھنس گیا ہوں، استاذ جی نے فرمایا کہ باب العلوم آجائیں۔ اگرچہ اسباق تقسیم ہوچکے ہیں، لیکن کوئی نہ کوئی سبیل نکالیں گے۔ بندہ ۱۹۷۹ء میں باب العلوم چلا گیا، سال کے آخری مہینے تھے کہ جلسہ کی تاریخیں علماء کرام کو نوٹ کرانے کے لئے دفتر مرکزیہ ملتان بھی آیا تو مولانا اللہ وسایا زید مجدہ کے قابو آگیا۔ انہوں نے بڑی فاضلانہ اور مناظرانہ تمہید کے ساتھ مجھے جماعت میں واپس آنے کی فرمائش کی، میں نے جواب میں کہا جلسہ کرکے دیکھوں گا۔ مولانا نے فرمایا: جلسہ کرکے بعد تشریف لائیں حضرت ناظم اعلیٰ صاحب کو مل کر رحیم یار خان چلے جائیں۔ ☆☆☆

مرزاغلام احمد قادیانی اور انگریزی سلطنت

حافظ نصیراحمد، کراچی

آخری قسط

پوری آزادی:

"میرا یہ دعویٰ ہے کہ تمام دنیا میں گورنمنٹ برطانیہ کی طرح کوئی دوسری ایسی گورنمنٹ نہیں جس نے زمین پر ایسا امن قائم کیا ہو میں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو کچھ ہم پوری آزادی سے اس گورنمنٹ کے تحت میں اشاعت حق کر سکتے ہیں یہ خدمت ہم مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ میں بیٹھ کر ہرگز نہیں بجالا سکتے، اگر یہ امن وآزادی و بے تعصبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے وقت عرب میں ہوتی تو وہ لوگ ہرگز تلوار سے ہلاک نہ کئے جاتے، اگر یہ امن اور آزادی اور بے تعصبی اس وقت کے قیصر اور کسریٰ کی گورنمنٹوں میں ہوتی تو وہ بادشاہتیں اب تک قائم رہتیں۔" (ازالہ اوہام حصہ اول ص ۱۳۰)

حضور گورنمنٹ عالیہ میں ایک عاجزانہ درخواست

پادریوں سے مباحثوں کی غرض:

"میں اپنی گورنمنٹ محسنہ کی خدمت میں جرأت سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ وہ بست (۲۰) سالہ خدمت ہے جس کی نظیر برٹش انڈیا میں ایک بھی اسلامی خاندان پیش نہیں کر سکتا، یہ بھی ظاہر ہے کہ اس قدر لمبے زمانہ تک جو بیس برس کا زمانہ ہے ایک مسلسل طور پر تعلیم مذکورہ بالا پر زور دیتے جانا کسی منافق اور خودغرض کا کام نہیں بلکہ ایسے شخص کا کام ہے جس کے دل میں اس گورنمنٹ کی سچی خیر خواہی ہے، ہاں میں اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ میں نیک نیتی سے دوسرے مذاہب کے لوگوں سے مباحثات بھی کیا کرتا ہوں اور ایسا ہی پادریوں کے مقابل پر بھی مباحثات کی کتابیں شائع کرتا ہوں اور میں اس بات کا بھی اقراری ہوں کہ بعض پادریوں اور عیسائی مشنریوں کی تحریر نہایت سخت ہو گئی اور حد اعتدال سے بڑھ گئی اور بالخصوص پرچہ نور افشاں میں جو ایک عیسائی اخبار لدھیانہ سے نکلتا ہے نہایت گندی تحریریں شائع ہوئیں اور ان مولفین نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت نعوذ باللہ ایسے الفاظ استعمال کئے کہ یہ شخص ڈاکو تھا، چور تھا، زناکار تھا اور صدہا پرچوں میں یہ شائع کیا کہ یہ شخص اپنی لڑکی پر بدنیتی سے عاشق تھا اور باایں ہمہ جھوٹا تھا اور لوٹ مار اور خون کرنا اس کا کام تھا۔

تو مجھے ایسی کتابوں اور ایسے اخباروں کے پڑھنے سے یہ اندیشہ دل میں پیدا ہوا کہ مبادا مسلمانوں کے دلوں پر جو ایک جوش رکھنے والی قوم ہے ان کلمات کا کوئی سخت اشتعال دینے والا اثر پیدا ہو۔

تب میں نے ان جوشوں کو ٹھنڈا کرنے کے لئے اپنی صحیح اور پاک نیت سے یہی مناسب سمجھا کہ اس عام جوش کے دبانے کے لئے حکمت عملی یہی ہے کہ ان تحریرات کا کسی قدر سختی سے جواب دیا جائے تا سریع الغضب انسانوں کے جوش فرو ہو جائیں اور ملک میں بے امنی پیدا نہ ہو تب میں نے بمقابل ایسی کتابوں کے جن میں کمال سختی سے بدزبانی کی گئی تھی چند ایسی کتابیں لکھیں جن میں کسی قدر بالمقابل سختی تھی کیونکہ میرے کانشنس نے قطعی طور پر مجھے فتویٰ دیا کہ اسلام میں جو بہت سے وحشیانہ جوش والے آدمی موجود ہیں ان کے غیظ وغضب کی آگ بجھانے کے لئے یہ طریق کافی ہوگا کیونکہ عوض معاوضہ کے بعد کوئی گلہ باقی نہیں رہتا سو یہ میری پیش بینی کی تدبیر صحیح نکلی اور ان کتابوں کا یہ اثر ہوا کہ ہزارہا مسلمان جو پادری عمادالدین وغیرہ لوگوں کی تیز اور گندی تحریروں سے اشتعال میں آچکے تھے یک دفعہ ان کے اشتعال فرو ہو گئے کیونکہ انسان کی یہ عادت ہے کہ جب سخت الفاظ کے مقابل پر اس کا عوض دیکھ لیتا ہے تو اسکا وہ جوش نہیں رہتا باایں ہمہ میری تحریریں پادریوں کے مقابل پر بہت نرم تھیں گویا کچھ بھی نسبت نہ تھی..... سو مجھ سے پادریوں کے مقابل پر جو کچھ وقوع میں آیا یہی ہے کہ حکمت عملی سے بعض وحشی مسلمانوں کو خوش کیا گیا اور میں دعوے سے کہتا ہوں کہ میں تمام مسلمانوں میں سے اول درجہ کا خیر خواہ گورنمنٹ انگریزی کا ہوں کیونکہ مجھے تین باتوں نے خیر خواہی میں اول درجہ کا بنا دیا ہے: اول والد مرحوم کے اثر نے، دوم اس گورنمنٹ عالیہ کے احسانوں نے، سوم خدا تعالیٰ کے الہام نے۔" (عاجزانہ درخواست، روحانی خزائن، ج:نمبر۱۵، ۳۶۱/۳۸۹، ۳۶۱/۳۹۰، ۳۶۱/۳۹۱، ۳۶۲/۳۹۲)

نوٹ: غور طلب بات یہ ہے کہ مرزا صاحب کے دعوے کی بنیاد کیا ہے؟ کیونکہ بنیاد ہی پر عمارت تعمیر ہوتی ہے۔ ۱۸۸۲ء سے ۱۹۰۸ء تک کی تقریباً ۱۹ کتابوں کے ۱۴۲ اقتباسات سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ ان کے دعوے کی بنیاد انگریزی سلطنت کی حمایت ہے۔ لہٰذا بنیاد ہی غلط ہے، دنیا میں جتنے بھی نبی آئے ہیں انہوں نے صرف اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کا حکم دیا ہے لیکن مرزا صاحب (بقول ان کے) پہلے نبی ہیں جنھوں نے ایک کافر بادشاہ وقت (یعنی انگریزی حکومت) کی اطاعت وفرمانبرداری کا حکم دیا اور اسی تعلیم میں اپنی عمر کا بیشتر حصہ صرف کر دیا، سچ تو یہ ہے کہ مرزا صاحب مسلمانوں کی درستی واصلاح کے لئے نہیں بلکہ انگریزی سلطنت کے استحکام ومضبوطی کے لئے مسیح موعود بن کر تشریف لائے تھے۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ اس دور یعنی ۱۸۵۷ء کے غدر کے زمانے میں "مسیح موعود" کی ضرورت مسلمانوں سے زیادہ انگریزی حکومت کو تھی، جو ان کے خلاف نفرت وبغاوت کے بھڑکے ہوئے جوش وجذبات کو ٹھنڈا کر سکے، اس کے لئے مرزا صاحب نے جو کچھ بھی کیا جتنی اور جیسی کوششیں کیں وہ آپ پڑھ چکے ہیں صرف ایک جگہ مخالفت کی جھلک نظر آتی ہے، اس میں بھی انگریزوں ہی کی ہمدردی وخیر خواہی کا جذبہ کارفرما ہے۔ ☆☆

مولانا شجاع آبادی کے تبلیغی ودعوتی اسفار

امسال بھی یکم ستمبر سے آخر ستمبر تک پورے ملک میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے ماہ ختم نبوت منایا گیا۔ ۷ر ستمبر کو فیصل آباد، اسلام آباد، اٹک، پشاور اور ملک بھر میں ۷ر ستمبر ۱۹۷۴ء کے تاریخ ساز فیصلہ جس میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا، کو چالیس سال مکمل ہونے پر نئی نسل کو قادیانیت کے عقائد وعزائم سے آگاہ کرنے کے لئے ملک بھر میں پروگرام منعقد ہوئے، جن کی تفصیلات تو آتی رہیں گی۔ ذیل میں ہم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے تبلیغی اسفار کی رپورٹ پیش کر رہے ہیں۔ (ادارہ)

گزشتہ سے پیوستہ

سکھر آمد:

۱۶ر ستمبر صبح کی نماز کے بعد سکھر کے لئے ڈائیوو ایکسپریس کے ذریعہ روانگی ہوئی، جہاں ہنو عاقل کے احباب غلام شبیر شیخ، عبدالغفار شیخ تشریف لے آئے اور کافی دیر تک جماعتی امور پر گفتگو رہی۔

جامعہ اشرفیہ میں بیان:

جامعہ اشرفیہ سکھر کا درجات عالیہ کا مدرسہ ہے، جہاں عالیہ تک تعلیم ہوتی ہے۔ مولانا اسعد تھانوی، قاری خلیل احمد بندھانی ناظم اعلیٰ، مولانا حق نواز اعوان ناظم اور مولانا عبدالمالک غالباً ناظم تعلیمات ہیں، چار سے پانچ بجے تک ''حضرت امام مہدی علیہ الرضوان کے ظہور اور عیسیٰ علیہ السلام کے نزول'' پر بیان ہوا۔ مہمانوں کی دفتر ختم نبوت میں آمد کی وجہ سے مولانا اسعد تھانوی مدظلہ سے ملاقات نہ ہوسکی۔

مسجد اقصیٰ نواں گوٹھ میں درس:

۱۶ر ستمبر بعد نماز عشاء نواں گوٹھ کی مسجد اقصیٰ میں مولانا مفتی محمد یاسین سلمہ کی دعوت پر درس ہوا، جس میں تقریباً ایک سو افراد نے شرکت کی۔ راقم الحروف نے کہا کہ آئین پاکستان میں بیس ترمیمیں ہوچکی ہیں، جن میں سے ۱۹ر متنازعہ ہیں، یعنی حزب اختلاف نے اس میں اپنا نقطہ نظر نوٹ کرایا جو اختلافی تھا لیکن ۷ر ستمبر ۱۹۷۴ء کی آئینی ترمیم جو کہ آئین پاکستان کی دوسری ترمیم کہلاتی ہے، جس میں ایک ممبر نے بھی اختلاف نہیں کیا، پوری پارلیمنٹ نے قادیانیوں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا۔

کراچی میں دو روز کے لئے:

۱۷، ۱۸ر ستمبر کو کراچی آمد ہوئی۔ جہاں منظور کالونی کے مدرسہ تعلیم القرآن والسنہ میں ۱۷ر ستمبر کو عشاء کی نماز کے بعد درس قرآن کے اجتماع سے عقیدۂ ختم نبوت پر خطاب کیا اور مدرسہ کو دیکھا، جس میں دورۂ حدیث شریف سمیت بنین وبنات میں تمام کلاسیں موجود ہیں۔ مدرسہ کے مہتمم قاری شبیر احمد عثمانی اور اساتذہ کرام بڑی تندہی سے طلبا کی تعلیم وتربیت میں مصروف ہیں۔

۱۸ر ستمبر صبح کی نماز کے بعد مولانا قاضی احسان احمد زید مجدہ کی سربراہی میں شاہ لطیف ٹاؤن میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر تعمیر مرکز کو دیکھا۔ مولانا اسحاق مصطفی نے وفد کا خیر مقدم کیا۔ جاتے ہوئے جامع مسجد سراج المدارس ملیر کے خطیب مولانا عبیداللہ سے ملاقات ہوئی۔ موصوف ایک عرصہ تک جامعہ باب العلوم کہروڑ پکا میں زیر تعلیم رہے۔ جوانی کی ابتدا میں کراچی میں تشریف لائے اب خمیدہ کمر کے ساتھ مبلغین کا استقبال کیا اور بڑے عرصہ کے بعد موصوف سے مل کر بہت خوشی ہوئی۔ مفتی مسعود احمد بھی جامعہ باب العلوم کے فاضل اور ہمارے دورۂ حدیث کے ساتھی ہیں بھینس کالونی کی جامع مسجد کے خطاب ہیں۔ مسجد سے ملحق بنات کا مدرسہ چلا رہے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب سے ملاقات:

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہم نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور جامعہ بنوری ٹاؤن میں حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزی شہیدؒ کے فرزند ارجمند مولانا مفتی تقی الدین شامزی سے جناب رانا محمد انور کی معیت میں ملاقات ہوئی اور انہیں آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس چناب نگر میں شرکت کی دعوت دی۔ نیز جامعہ کے نائب مہتمم حضرت مولانا صاحبزادہ سید سلیمان بنوری زید مجدہ کو دعوت نامہ ان کے دفتر میں پیش کیا۔

جامع مسجد عائشہ بلدیہ ٹاؤن:

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکز مسجد عائشہ بلدیہ ٹاؤن میں ختم نبوت کانفرنس ۱۸ر ستمبر بعد نماز عشاء منعقد ہوئی۔ جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کے استاذ الحدیث حضرت مولانا فضل محمد مدظلہ کا تفصیلی اور راقم السطور کا تقریباً آدھ گھنٹہ بیان ہوا۔ مولانا قاضی احسان احمد نے خصوصی شرکت کی۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض مجلس کے مبلغ مولانا عبدالحئی مطمئن نے سرانجام دیئے۔ کانفرنس میں سینکڑوں حضرات نے شرکت کی رات گئے تک مرکز پرانی نمائش میں واپسی ہوئی اور رات کا قیام مرکز میں رہا۔ صبح کی نماز کے بعد جناب سید انوار الحسن نے حیدر

آباد کے لئے شالیمار ایکسپریس پر سوار کرایا۔

خطبۂ جمعہ:

۱۹؍ستمبر صبح شالیمار ایکسپریس کے ذریعہ کراچی سے حیدرآباد آمد ہوئی، جہاں خطبہ جمعہ جامع مسجد خضراء میں دیا، مسجد خضراء کے خطیب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حیدرآباد کے امیر مولانا عبدالسلام قریشی مدظلہ کے فرزند ارجمند مولانا مفتی محمد طارق ہیں۔ متحرک و فعال نوجوان ہیں، مولانا عبدالسلام قریشی اپنے گھر لے گئے، قیام وطعام مولانا کے ہاں رہا۔

کوہسار سوسائٹی کی مسجد میں جلسہ:

اسی شب بعد نماز عشاء جامع مسجد کوہسار کالونی میں مولانا محمد عمران کی صدارت میں جلسہ منعقد ہوا۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض مولانا توصیف احمد مبلغ ختم نبوت حیدرآباد نے سرانجام دیے۔ راقم الحروف کا ''عقیدہ ختم نبوت اور ہماری ذمہ داری'' کے عنوان پر خطاب ہوا۔ جو رات گئے تک جاری رہا۔

۲۰؍ستمبر ۱۱ بجے صبح جامعہ حفصہ للبنات ہاشمی کالونی کے مہتمم مولانا سراج احمد کے حکم پر جامعہ حفصہ میں راقم کا خواتین اور بنات کے اجتماع میں بیان ہوا۔

جامع مسجد اسامہ بن زید ہالہ ناکہ میں درس:

اسی روز عشاء کے نماز کے بعد جامع مسجد اسامہ بن زید ہالہ ناکہ میں درس قرآن پاک کے اجتماع سے راقم الحروف کا خطاب ہوا۔ جس کا انتظام جامعہ عمر بن خطاب کے مدیر مولانا گلزار احمد نے کیا۔ درس سے فراغت کے بعد جامعہ عمر بن خطاب میں عشائیہ ہوا، جس کے مہمان خصوصی دارالعلوم الحسینیہ شہدادپور کے نائب مہتمم مولانا محمد سلیم مدظلہ تھے۔

۲۱؍ستمبر ۱۱ بجے صبح جامعہ روضۃ الصالحات للبنات لطیف آباد نمبر۱۲ بنات اور خواتین کے اجتماع سے اصلاحی خطاب ہوا۔

۲۱؍ستمبر بعد نماز عشاء جامعہ اسلامیہ عمر فاروق قاسم آباد میں مولانا مخدوم روشن صدیقی کی دعوت پر اجتماع منعقد ہوا، جس میں جامعہ کے اساتذہ کرام، طلباء اور عوام نے شرکت کی۔ راقم نے ظہور مہدی، نزول مسیح علیہ السلام اور خروج دجال کے عنوان پر تفصیلی خطاب ہوا۔

۲۲؍ستمبر صبح دس بجے جامعہ رشیدیہ تعلیم القرآن مسان روڈ کالی موری میں منعقدہ اجتماع سے اصلاحی خطاب ہوا۔ اجتماع میں دسیوں خواتین، درجنوں بنات اور حضرات نے شرکت کی۔

۲۲؍ستمبر بعد نماز عشاء جامع مسجد سلاوٹ محلہ سلاوٹ میں عظیم اجتماع سے خطاب کیا۔ مذکورہ بالا مسجد تقریباً پونے دو سال پہلے تعمیر ہوئی۔ اس وقت تبلیغی احباب کے نظم میں ہے۔ راقم نے ''الیوم اکملت لکم'' پر خطاب کیا اور بتلایا کہ قادیانیوں کے خلاف جدوجہد توڑ نہیں، کیونکہ توڑ تو مسلمانوں کے باہمی اختلافات کو ہوا دینے میں ہے۔ قادیانیوں کا اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ نیز قادیانیوں سے دوستی کی پینگیں وہ شخص بڑھا سکتا ہے، جس کے دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نہ ہو، راقم نے سامعین سے قادیانیوں کے مکمل بائیکاٹ کا وعدہ لیا۔ اس پروگرام کے مہمان خصوصی امیر مولانا عبدالسلام قریشی تھے۔ نیز قاری عبدالرشید نے بھی خصوصی شرکت کی۔

۲۳؍ستمبر ۱۱ بجے صبح کوٹری کے مدرسہ جامعہ الصغریٰ للبنات میں خواتین اور بنات اسلام سے خطاب ہوا۔

جامع مسجد ختم نبوت بہار کالونی:

کوٹری میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ نقابت کے فرائض مولانا عبدالمجید ہالیجوی نے سرانجام دیئے۔ راقم الحروف نے تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء کے اسباب وعلل ملت اسلامیہ پاکستان کے بے مثال اتحاد واتفاق اور قومی اسمبلی کے عظیم الشان متفقہ آئینی فیصلہ پر تفصیلی روشنی ڈالی اور پروگرام رات گئے تک جاری رہ کر راقم کی دعائے خیر پر اختتام پذیر ہوا۔

ٹنڈو الہیار میں مدارس کا دورہ:

دارالعلوم ٹنڈو الہیار جس کی بنیاد شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے رکھی۔ جہاں حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ، علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ، حضرت مولانا بدر عالم میرٹھیؒ، حضرت مولانا عبدالرحمن کامل پوریؒ، حضرت مولانا خلیل احمد، حضرت مولانا سلیم اللہ خان مدظلہ، حضرت مولانا اشفاق الرحمن کاندھلویؒ، حضرت مولانا محمد مالک کاندھلویؒ، حضرت مولانا جمشید علی، حضرت مولانا نذیر احمد فیصل آبادی جیسے اساطین علم، علم وعمل کے فیوضات عام کرتے رہے۔ ایک عرصہ تک اہتمام حضرت مولانا احتشام الحق تھانویؒ کے ہاتھوں میں رہا، ان کی اولاد کے تلون مزاجی، سیاسی قلابازیوں کی وجہ سے اہتمام ایک ٹرسٹ کے پاس ہے، جامعہ کے شیخ الحدیث حضرت مولانا افتخار احمد، مفتی مجیب الرحمن کے حکم پر راقم نے تحریک ختم نبوت میں علماء دیوبند کے عظیم الشان کردار پر روشنی ڈالی، طلبا کرام کو متوجہ کیا کہ وہ اپنے اکابر کے نقش قدم پر چلتے ہوئے قادیانیت سمیت استعماری ایجنٹوں کے مقابلہ کے لئے سینہ سپر ہو جائیں۔ راقم کا بیان ۲۴؍ستمبر صبح ساڑھے نو تا ساڑھے دس تک رہا۔

جامعہ صدیق اکبر میں بیان:

اسی روز ساڑھے گیارہ سے تقریباً ساڑھے بارہ بجے تک جامعہ صدیق اکبر ٹنڈو الہیار میں راقم کا تفصیلی بیان ہوا۔ نیز جامعہ کے ناظم تعلیمات مولانا راشد محبوب کے جواں سال بھتیجے کی وفات پر تعزیت کا اظہار کیا اور مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کی۔ اس پروگرام میں مولانا محمد علی صدیقی نے خصوصی شرکت کی۔ پروگرام کا نظم مولانا توصیف احمد نے کیا۔

جامعہ کے اساتذہ کے ساتھ خصوصی نشست:

ظہر کی نماز کے بعد جامعہ صدیق اکبرؓ کے اساتذہ

کرام کے ساتھ خصوصی نشست ہوئی، جس میں جامعہ کے ایک درجن سے زائد اساتذہ کرام شریک ہوئے۔ راقم الحروف نے اساتذہ کرام کو یاد دلایا کہ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد نور اللہ مرقدہ نے علماء کرام اور خطباء عظام سے اپیل کی تھی کہ وہ ہر ماہ کا ایک جمعہ عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت اور قادیانیت کی سنگینی پر لگائیں تاکہ نئی نسل کو قادیانیت کے فتنہ سے بچایا جاسکے۔ علماء کرام نے وعدہ کیا کہ انشاء اللہ العزیز حضرت رحمہ اللہ کے حکم کی تعمیل ہوگی۔ قبل از عصر ٹنڈو جام کے مدرسہ جامعہ عثمانیہ میں اساتذہ کرام اور طلبا کو قادیانیوں کے کفریہ عقائد پر لیکچر دیا۔ تقریب کی صدارت جامعہ کے مہتمم مولانا محمد شفیع نے کی۔ اسی روز بعد نماز عشاء جامع مسجد توحید اسٹیشن روڈ میں ختم قرآن کی تقریب میں شرکت کی اور عظمت قرآن کے عنوان پر خطاب کیا۔

۲۵ رستمبر کو بدین کے جامعہ خدیجۃ الکبریٰ کے مہتمم مولانا عبدالغفار کی دعوت پر جامعہ کی سینکڑوں طالبات اور معلمات سے خطاب کیا اور انہیں دین اسلام کی اہمیت وعظمت سے روشناس کرایا اور انہیں فتنوں سے آگاہ کیا اور قادیانیت کے فتنہ پر تفصیلی خطاب کیا۔

دار العلوم بدین:

تقریباً چھ ایکڑ میں دار العلوم بدین کی عظیم الشان مسجد کو دیکھا جو تعمیراتی مراحل سے گزر رہی ہے۔ بعد نماز عشاء جامع مسجد میں ختم نبوت کے عنوان پر جلسہ منعقد ہوا جس میں تلاوت کلام پاک کے بعد راقم کو دعوت خطاب دی گئی۔ راقم نے تقریباً ایک گھنٹہ عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت کے حوالہ سے خطاب کیا۔

مولانا عبدالستار جاوڑا بدین کے زاہد اور تارک الدنیا عالم دین تھے۔ انہوں نے جامعہ کے نام سے مدرسہ قائم کیا اور ایک عرصہ تک اس کی آبیاری کرتے رہے۔ گزشتہ سال ان کا انتقال ہوا۔

خطبہ جمعہ مدینہ مسجد گلار، کراچی میں:

۲۶ رستمبر کا جمعۃ المبارک کا خطبہ راقم نے مدینہ مسجد میں دیا۔ جمعۃ المبارک کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گلار کراچی کے امیر حکیم مولوی محمد عاشق نے مبلغین ختم نبوت کے اعزاز میں ظہرانہ دیا جس میں مبلغین کے علاوہ حکیم طارق محمود و دیگر نے شرکت کی۔ جامعہ میں بنات اور خواتین سے صبح ساڑھے آٹھ سے نو بجے تک خطاب کیا۔ بعد ازاں جامعہ مفتاح العلوم میں مولانا عبدالسلام قریشی، مولانا سیف الرحمٰن آرائیں، مولانا مفتی حبیب اللہ اور دیگر اساتذہ کرام سے ملاقات کی اور ان سے استدعا کی کہ ہر ماہ دفتر میں عمائدین مجلس اور دیگر جماعتوں کے رفقاء اور مجلس کے کارکنوں کے اجلاس کو مستقل بنیادوں پر شروع کیا جائے۔ علماء کرام نے کہا کہ ہر ماہ کی آخری جمعرات کو عشاء کی نماز کے بعد دفتر میں اجلاس منعقد ہوگا جس میں ہر ماہ کی کارکردگی اور آئندہ کے پروگرام ترتیب دیئے جائیں گے۔

ڈسٹرکٹ بار میں وکلاء سے خطاب:

۲۷ رستمبر گیارہ سے بارہ بجے تک ڈسٹرکٹ بار حیدرآباد میں وکلاء میں راقم کا لیکچر ہوا اور راقم نے ناموس رسالت کے حوالہ سے وکلا کی خدمات پر روشنی ڈالی مقدمہ بہاولپور، اسلم قریشی کے کیس میں راجہ ظفر الحق، یوسف کذاب کیس میں محمد اسماعیل قریشی، غلام مصطفیٰ چوہدری، جناب نذیر احمد غازی، حاجی مانک کیس میں سید غوث علی شاہ اور دیگر کیسوں میں وکلا کی بے لوث خدمات پر روشنی ڈالی اور وکلاء سے ناموس رسالت اور ختم نبوت کے حوالہ سے کیسز میں خدمات کا تقاضا کیا تمام وکلا نے وعدہ کیا کہ جب بھی ہماری ضرورت ہو ہم بھی بے لوث خدمات پیش کریں گے۔ تقریباً پون گھنٹہ خطاب ہوا اور اتنی ہی دیر سوال وجواب کی نشست ہوئی۔ بار کے پروگرام میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں مولانا عبدالسلام قریشی، مولانا سیف الرحمٰن آرائیں، مولانا توصیف احمد، جمعیت علماء اسلام کے مولانا تاج محمد ناہیوں، مولانا مفتی حبیب اللہ نے خصوصی شرکت کی۔ محمد سرور خان بلیدی ایڈووکیٹ نے صدر، جنرل سیکریٹری ڈسٹرکٹ بار سے اجازت لی، آخر میں بار کی تقریب راقم کی دعا پر اختتام پذیر ہوئی۔ صدر اور سیکریٹری بار نے شکریہ ادا کیا اور آئندہ بھی بار کو یاد رکھنے کا وعدہ لیا۔ الحمد للہ! حیدرآباد اور بدین کا دورہ بھرپور رہا۔ اللہ پاک اپنی بارگاہ عالیہ میں منظور ومقبول فرمائیں۔ آمین۔

☆☆..............☆☆

سانحہ ارتحال

کراچی..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے مخلص کارکن، حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید نور اللہ مرقدہ کے عقیدت مند، ختم نبوت بھائی محمد عثمان کی اہلیہ اور حلقہ قذافی ٹاؤن کے ساتھی حافظ عبدالوہاب پشاوری کی والدہ محترمہ بقضائے الٰہی سے رحلت فرماگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند اور نہایت ہی خدمت گزار خاتون تھیں، شوگر اور دل کے عارضہ میں مبتلا تھیں۔ گزشتہ ماہ اچانک ہی طبیعت زیادہ ناساز ہوئی اور اس دار فانی سے کوچ کرگئیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے امیر حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، مولانا قاضی احسان احمد، محمد انور رانا، سید انوار الحسن، ملک ریاض الحق، مفتی محمد اسحاق مصطفیٰ، وارث علی ودیگر کارکنان ختم نبوت نے تعزیت کا اظہار کیا اور مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت کی۔

خادم القرآن قاری نذیر احمد رحمۃ اللہ علیہ

قاری سیف اللہ خالد

اللہ رب العزت نے کوٹ ادو کی سرزمین پر علماء وقراء کی ایک بڑی جماعت پیدا کی جو ہر خوف وطمع سے بے نیاز ہو کر خدمت دین میں مشغول رہے اور حق کو سربلند کرنے اور باطل کی نشان دہی کر کے اس کی سرکوبی میں مشغول رہی اس مقدس جماعت میں ایک مرد قلندر مجاہد کبیر پیکر اخلاص وعمل استاذ القراء قاری نذیر احمد نور اللہ مرقدہ بھی ہیں جنہوں نے 1964ء میں ضلع مظفر گڑھ کی تحصیل کوٹ ادو موضع بیٹ اگرا میں درویش باصفا صوفی غلام حسنؒ کے گھر میں آنکھ کھولی قاری صاحبؒ کے والد محترم ایک محنت کش آدمی تھے اللہ رب العزت نے ان کو عمدہ صفات سے نوازا تھا قاری صاحبؒ نے ابتدائی تعلیم اپنے علاقے کے پرائمری سکول سے حاصل کی پھر قرآن پاک لیہ میں کرنال والی مسجد سے حفظ کیا جو اہلسنت کا مرکز ہے پھر تجوید عبدالحکیم میں قاری تاج محمدؒ کے پاس پڑھی پھر قرأت کے لئے دارالقراء لاہور تشریف لے گئے فراغت کے بعد بلغوا عنی ولو آیۃ .... پر عمل کرتے ہوئے خدمت قرآن کے لئے اپنی زندگی کو بے لوث وقف کر دیا، سب سے پہلے اپنے عزیز واقارب کے اصرار پر اپنے آبائی گاؤں سے پڑھانے کا سلسلہ شروع کیا آپ کی پُر خلوص محنت کی وجہ سے اللہ رب العزت نے آپ سے تھوڑے وقت میں بہت کام لیا پھر اپنے علاقے کے علماء کے اصرار پر سناواں شہر کی مرکزی مسجد میں تشریف لے گئے آپ کی بے لوث خدمت سے ضلع مظفر گڑھ کی عوام خوب سیراب ہوئی پھر آپ 1987ء میں اپنے چچازاد بھائی مولانا اللہ بخش فانی کے ہمراہ میاں چنوں مرکزی جامع مسجد عثمانیہ تشریف لے آئے اللہ پاک نے آپ سے قرآن پاک کی جو خدمات لیں وہ قابل رشک ہیں جامع عثمانیہ میں اس مرد قلندر نے 2007ء تک قرآن کی خدمت کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنائے رکھا اللہ پاک نے آپ کو لحن داؤدی سے نوازا تھا جب نماز میں قرآن کی تلاوت کرتے تو حرم کی یادیں تازہ ہو جاتیں جب کسی محفل میں تلاوت کرتے سامعین کے دل نور ایمانی سے جگمگا اٹھتے تھے، دین کا کام کرنے والے ہر شخص اور ہر جماعت کی سرپرستی کرتے، دعائیں دیتے عمدہ تجاویز سے نوازتے ختم نبوت کا دفاع صحابہؓ واہلبیت کے پہرے داروں سے دلی لگاؤ رکھتے اکابرین کا ذکر کرتے ہوئے آنکھیں اشکبار ہو جاتیں قرآن کی تلاوت درود شریف کی کثرت آپ کے معمولات میں سے اہم معمول تھے اپنے شاگردوں اور متعلقین کو اس کی تاکید کرتے کہتے اسی عمل کی برکت ہے کہ اللہ رب العزت نے دنیا وآخرت کی نعمت سے نوازا اور بارہا اپنے گھر کی زیارت اپنے محبوب کے روزے کا دیدار کرایا۔

2007ء میں آپ نے جامعہ قاضی خوشی محمد میں خدمات انجام دینا شروع کیں آپ کی درسگاہ میں طلباء کا ہجوم رہتا۔ میاں چنوں میں آپ سے ہزاروں حفاظ قرآن پاک کی تکمیل کی جو اس وقت ملک کے کونے کونے میں اور بیرون ملک خدمات دین میں مشغول ہیں قاری صاحب نور اللہ مرقدہ کو بے پناہ مقبولیت ومحبوبیت حاصل تھی، پرہیزگاری ان کا نمایاں وصف تھا ان کے سینے میں ملت کا درد بھی تھا اور قوم کی اصلاح کا جذبہ بھی ہر وقت حاوی رہتا ان کی مقبولیت کا دائرہ علاقے میں دیوبند مکتب فکر کے ساتھ ساتھ مختلف مکاتب فکر میں بھی پھیلا ہوا تھا دیوبندی مکتب کے لوگوں میں ان کی عقیدت تھی وہ فطری تھی لیکن مختلف مکاتب فکر کے لوگوں میں ان کی مقبولیت دیکھ کر لگتا تھا وہ اتحاد المسلمین کے علم بردار ہیں حق تعالیٰ ان کی قبر کو بقعہ نور بنائے اور ہمیں ان کا حقیقی معنوں میں جانشین بنائے قاری صاحبؒ کے جانے سے حق گوئی و جرأت کا ایک باب مکمل ہو گیا آپ نے جس تندہی اور جانفشانی سے جامع مسجد عثمانیہ اور قاضی مسجد کو بام عروج تک پہنچایا وہ آپ کے لئے یقیناً صدقہ جاریہ ہے۔

ان کی ذات ایک انجمن تھی ایک تحریک تھی بلکہ شورش کے الفاظ میں کہتا ہوں کئی دماغوں کا ایک انسان میں سوچتا ہوں کہاں چلا گیا ہے۔ ان جیسے مخلص مجاہد لوگوں کا وجود اس دور میں نشان منزل تھا وہ کیا گئے تاریخ کا ایک باب مکمل ہو گیا آخر وہ وقت آن پہنچا جس سے کسی کو مفر نہیں 26 رمضان المبارک صبح صادق کے وقت اس جہان فانی کو چھوڑ کر اپنے رب سے جا ملے، ان کی وفات کی خبر سے پورا علاقہ سوگوار ہو گیا چشم فلک نے شاید میاں چنوں کی سرزمین پر جنازے کا پہلے ایسے منظر نہ دیکھا ہو جنازے میں علماء، قراء، مشائخ اور عوام نے بڑی تعداد میں شرکت کی جنازہ جمعہ کی نماز کے بعد محمودیہ مسجد میں ادا کیا گیا والد محترم کی وصیت کے مطابق جنازہ بندہ نے خود پڑھایا اللہ تعالیٰ ان کی تربت کو بقعہ نور بنائیں ان کی ذات سے وابستہ ہر شخص کو صبر جمیل عطا فرمائیں اور ہمارے سروں پر والدہ محترمہ کا سایہ صحت وایمان کی سلامتی کے ساتھ تادیر قائم ودائم رکھے۔ آمین۔ ☆☆

پانچ روزہ

تحفظ ختم نبوت تربیتی کورس، کراچی

رپورٹ: مولانا عبدالرؤف

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے زیر اہتمام ہر سال الحمدللہ! باقاعدگی سے ۱۳تا ۱۷ ذوالحجہ تک پانچ روزہ تربیتی کورس کا انعقاد ہوتا ہے، جس میں کثیر تعداد میں دینی مدارس، اسکول، کالجز، یونیورسٹیز کے طلبا اور عوام الناس شرکت کرتے ہیں، اس سال بھی حسب معمول یہ کورس جامع مسجد باب الرحمت و دفتر ختم نبوت پرانی نمائش میں منعقد ہوا۔ کورس کا دورانیہ صبح ۸ تا ۱۲ بجے دوپہر تھا، جبکہ درمیان میں دس منٹ کا وقفہ بھی رکھا گیا تھا۔

کورس کا آغاز ۱۳ ذوالحجہ بروز جمعرات صبح ۸ بجے تلاوت کلام پاک سے ہوا، تلاوت کلام پاک کی سعادت محمد زبیر نے حاصل کی جبکہ حمد و نعت تنویر احمد نے پیش کی۔ راقم نے ابتدائی گفتگو کرتے ہوئے مختصر طور پر عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت و ضرورت اور اس کورس کی غرض و غایت طلبا کے سامنے بیان کی۔

پہلا دن: صبح ساڑھے آٹھ بجے سے باقاعدہ کورس کا آغاز ہوا، ابتدائی دو اسباق جامع معہد الخلیل الاسلامی بہادر آباد کے استاذ مفتی محمد سلمان یاسین نے پڑھائے، جن میں پہلے سبق کا عنوان ''قادیانی اور شعائر اسلام'' جبکہ دوسرے سبق کا عنوان ''قرآن و سنت اور آئین پاکستان کی روشنی میں گستاخ رسول کی شرعی سزا'' تھا۔ سوا دس تا بارہ بجے مولانا قاضی احسان احمد نے ''آیات و احادیث ختم نبوت'' اور قادیانی شبہات کے جوابات'' جیسے موضوعات پر لیکچر دیا۔ اس کے بعد طلبا کے لئے کھانے کا نظم دفتر کی طرف سے تھا، لہٰذا تمام طلبا کو کھانا کھلایا گیا۔

دوسرا دن: ۱۴ ذوالحجہ بروز جمعہ صبح آٹھ بجے تلاوت کلام پاک کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے مبلغ مولانا محمد قاسم نے ''اوصاف نبوت'' کے عنوان پر گفتگو کی۔ ساڑھے آٹھ تا ۹ بجے تک مدرسہ انوار العلوم مہران ٹاؤن کے استاذ مولانا محمد رضوان نے ''تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کا پس منظر اور حالات و واقعات'' پر مفصل بیان کیا۔ ۹ تا ۱۰ بجے تک اورنگی ٹاؤن کے ذمہ دار مولانا محمد شعیب نے ''تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء'' پر تفصیل سے روشنی ڈالی بعدازاں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع غربی کراچی کے مبلغ مولانا عبدالحی مطمئن نے ''تحریک ختم نبوت ۱۹۸۴ء اور امتناع قادیانیت آرڈیننس'' کے حوالہ سے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ پونے گیارہ تا بارہ بجے راقم نے ''دور حاضر اور جدید فتنے'' کے عنوان سے ذکری فرقہ، غامدی فتنہ، فتنہ گوہر شاہی، ڈاکٹر ذاکر نائیک اور ڈاکٹر فرحت نسیم ہاشمی اور ان کے عقائد اور افکار و نظریات سے شرکائے کورس کو آگاہ کیا۔

تیسرا دن: ۱۵ ذوالحجہ آج سب سے پہلے مولانا محمد شعیب کا بیان ہوا۔ انہوں نے طلبا کے سامنے جھوٹے مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی کا مکمل تعارف پیش کیا۔ ان کے بعد راقم نے آیت خاتم النبیین کی تفسیر اور اس آیت میں قادیانی تاویلات اور اس کے جوابات پیش کئے۔ بعدازاں جامعہ انوار العلوم مہران ٹاؤن کے استاذ حدیث مولانا علی اکبر نے ''عقیدۂ ظہور مہدیؑ حالات حاضرہ کی روشنی میں'' تفصیلی گفتگو کی۔ مولانا شمس الرحمن نے ''جماعت المسلمین'' اور ان کے نظریات سے سامعین کو روشناس کرایا۔ آخری گھنٹہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع ملیر کراچی کے مبلغ مولانا محمد اسحاق مصطفیٰ نے ''اسلام اور قادیانیت کا اصولی اختلاف'' کے عنوان پر لیکچر دیا۔

چوتھا دن: ۱۶ ذوالحجہ بروز اتوار آج کے پہلے بیان میں مولانا عبدالحی مطمئن نے طلبا سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا تعارف کرایا۔ دوسرے لیکچر میں مولانا محمد شعیب نے ''مرزا قادیانی کے چند جھوٹ'' طلبا کے سامنے پیش کئے۔ مولانا محمد اسحاق مصطفیٰ نے ''جھوٹے مدعیان نبوت'' کا مختصر تذکرہ کیا، جبکہ مفتی عبداللہ حسن زئی نے ایک گھنٹہ ''حجیت حدیث اور فتنۂ انکار حدیث'' کے موضوع پر مدلل اور سیر حاصل گفتگو کی۔ آخر میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا مفتی محمد راشد مدنی (رحیم یار خان) نے ''ردِ عیسائیت اور رفع و نزول عیسیٰ علیہ السلام'' کے عنوان پر طلبا کو تیاری کروائی۔

پانچواں دن: ۱۷ ذوالحجہ بروز پیر صبح آٹھ بجے سے دس بجے تک مفتی محمد راشد مدنی نے سابقہ عنوان پر بیان کیا۔ بعدازاں آدھا گھنٹہ طلبا نے تیاری کی اور ساڑھے دس بجے کورس کے شرکاء کا امتحان ہوا، جس میں کل ۷۳ طلبا نے شرکت کی۔ امتحان کے بعد مولانا عبدالحی مطمئن نے ''عقیدۂ تحفظ ختم نبوت اور ہماری ذمہ داری'' کے عنوان پر تقریر کی اور طلبا کو اس کورس میں شرکت کرنے پر مبارکباد دی۔

اختتامی بیان و دعا: کورس کا اختتامی بیان عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی دامت برکاتہم نے کیا، جس میں انہوں نے فارغ التحصیل طلبا کو اجازت حدیث بھی دی اور آخر میں دعا فرمائی۔ حسب معمول نماز سے قبل طلبا کو کھانا کھلایا اور نماز کے بعد پہلے طلبا کے مابین ایک کوئز مقابلہ اور بعدازاں تقریری مقابلہ ہوا، دونوں مقابلوں میں طلبا نے بھرپور حصہ لیا اور انعامات حاصل کئے۔ مفتی محمد راشد مدنی، اور مولانا قاضی احسان احمد نے طلبا میں انعامات تقسیم کئے اور آخر میں مولانا قاضی احسان احمد کی دعا پر مجلس برخاست ہوئی۔ اختتامی تقریب میں شرکاء کورس کے علاوہ دیگر خدام ختم نبوت نے بھی بڑی تعداد میں شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ تمام منتظمین اور شرکاء کو اپنی شایان شان اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ ☆☆☆

عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت سے تعاون

شفاعت نبی اکرم ﷺ کا ذریعہ

- پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب
- قادیانیوں کو دعوت اسلام
- سینکڑوں مبلغین کے ذریعہ قادیانی سرگرمیوں کا سدباب
- عدالتوں میں قادیانیت کے متعلق مقدمات کی پیروی
- دفاتر ختم نبوت، دارالتصنیف اور لائبریریوں کا قیام
- قادیانیت سے تائب ہونے والے مسلمانوں کی نگہداشت
- ہفت روزہ ختم نبوت کے ذریعہ قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم

ان تمام
صدقاتِ جاریہ میں
شرکت کے لئے زکوٰۃ،
صدقات، فطرہ، عطیات

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

کو دیجئے

نوٹ

مجلس کے مرکزی دفاتر میں رقوم جمع کرا کے مرکزی رسید حاصل کر سکتے ہیں۔ رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ شرعی طریقے سے مصرف میں لایا جا سکے۔

اپیل کنندگان

حضرت مولانا
عبدالمجید لدھیانوی
امیر مرکزیہ

حضرت مولانا
ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
نائب امیر مرکزیہ

مولانا صاحبزادہ
خواجہ عزیز احمد
نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا
عزیز الرحمن جالندھری
مرکزی ناظم اعلیٰ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان
فون: 061-4583486, 061-4783486

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.